بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48

شمارہ: 48

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

23 / شعبان 1420 ہجری 2 / فتح 1378 ہش 2 / دسمبر 99ء

لندن 27 نومبر (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کل مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور تلاوت قرآن مجید کے فضائل و برکات بیان کرتے ہوئے احباب جماعت کو تلاوت کی طرف توجہ دلائی۔ پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دُعائیں جاری رکھیں۔ •

۔اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

خدا ھی کی ذات ھے جو توفیق عطا کرتی ھے

وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے

جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ

اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا!

﴿کلمات طیبات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام﴾

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئی خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دُعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ اسلئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اُس نے قیدیں بھلائی کیلئے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کیلئے گریاں ہے تو فرشتے اس کیلئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہونگے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہلِ دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں لیکن وہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ تکلّف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیّت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اُسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شئے ہے"۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۷۵)

جماعت احمدیہ کی طرف سے برطانیہ میں یورپ کی سب سے بڑی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تقریب سنگ بنیاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الفکر قادیان سے بھجوائی گئی ایک اینٹ پُر سوز دُعاؤں کے ساتھ اپنے دستِ مبارک سے مسجد کی بنیاد میں رکھی!

۱۹ / اکتوبر کا دن جماعت احمدیہ برطانیہ کی تاریخ میں ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل دن ہے۔ آج سے ۷۵ سال قبل ۱۹ / اکتوبر ۱۹۲۴ء کو سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لندن تشریف لا کر اپنے دست مبارک سے انگلستان میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد "مسجد فضل" کا سنگ بنیاد رکھا تھا اور آج ۱۹۹۹ء میں ۱۹ / اکتوبر کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ برطانیہ کی دوسری باقاعدہ مسجد **"مسجد بیت الفتوح"** کا سنگ بنیاد رکھا۔

موروڈن (سرے) کے علاقہ میں تعمیر ہونے والی یہ مسجد انشاء اللہ تعالیٰ یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہوگی۔ اگرچہ مسجد فضل لندن کی تعمیر کے بعد برطانیہ بھر میں کئی ایک مشن ہاؤسز اور مراکز قائم ہوئے لیکن باقاعدہ مسجد کی تعمیر ممکن نہیں ہو سکی تھی اور جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک مرکزی جامع مسجد کی ضرورت تھی۔

چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ۱۹۹۵ء میں احباب جماعت کو ایک ایسی مسجد کی ضرورت واہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پانچ ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں برکت دی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے موروڈن (سرے) میں ایک موزوں جگہ اس غرض سے خریدی گئی۔ مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے بالآخر مقامی کونسل کی طرف سے اس جگہ مسجد کی تعمیر کی باقاعدہ اجازت ملنے پر وقار عمل کے ذریعہ کام کا آغاز ہوا۔ ۱۹ء۵۔ ایکڑ کے رقبہ پر مشتمل یہ جگہ ۲ء۲۵ ملین پاؤنڈ میں خریدی گئی۔ اس میں اَسّی ہزار مربع فٹ جگہ پہلے سے تعمیر شدہ تھی۔ یہ ایک دودھ فیکٹری تھی جس میں ہر طرف مختلف قسم کی پائپوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ وقار عمل کے ذریعہ اس کی صفائی کا انتظام کیا گیا جس سے جماعت کو کم از کم پانچ لاکھ پاؤنڈز کی بچت ہوئی۔ پہلے مرحلہ پر مختلف دفاتر کی تعمیر کا کام ہوا۔

باقی صفحہ (11) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ماہ رمضان کی عظمت و برکات اور پیغام

اخبار بدر کا یہ پرچہ جب قارئین تک پہنچے گا انشاء اللہ العزیز رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہو چکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ نہایت فضل و احسان ہے کہ ہماری زندگیوں میں پھر روحانی دنیا کا موسم بہار آ رہا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کی برکات قرآن و حدیث میں خاص طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو (اسے) اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کیلئے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کیلئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اسلئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہئے کہ وہ اسکے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور (یہ حکم اس نے اسلئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اسنے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم (اسکے) شکر گذار ہو اور (اے رسول) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس (ہی) ہوں جب دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دُعا قبول کرتا ہوں سو چاہئے کہ وہ (دُعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں تمہیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے وہ تمہارے لئے ایک (قسم کا) لباس ہیں اور تم ان کیلئے ایک (قسم کا) لباس ہو اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے اسلئے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری (اس حالت کی) اصلاح کر دی سو اب تم (بلا تامل) ان کے پاس جاؤ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے اس کی جستجو کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد (صبح سے) رات تک روزوں کی تکمیل کرو اور جب تم مساجد میں معتکف ہو تو ان کے (یعنی بیویوں کے) پاس نہ جاؤ۔

یہ اللہ کی (مقررہ کردہ) حدیں ہیں اس لئے تم ان کے قریب (بھی) مت جاؤ۔ اللہ اسی طرح لوگوں کیلئے اپنے احکامات بیان کرتا ہے تاکہ وہ (ہلاکتوں سے) بچیں۔ (البقرہ آیت ۱۸۶-۱۸۸)

ان آیات کریمہ میں رمضان کے تعلق سے تمام بنیادی احکام اور برکات بیان کر دی گئی ہیں روزہ رکھنے کے نتیجہ میں انسان کی روحانی ترقی ہوتی ہے اور دل منور ہوتا ہے ذکر الٰہی دُعاؤں عبادات کا خاص موقعہ ملتا ہے اور اس میں توجہ اور لذت پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے بندے کے تعلق میں پختگی آتی ہے اور خدا اپنے روزہ دار بندوں کی حالت پر رحم کرتے ہوئے ان کے قریب آجاتا ہے اور ان کی دُعائیں قبول فرماتا ہے۔

رمضان کے دنوں میں یہ حکم ہے کہ جہاں انسان کھانے پینے سے رک جائے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر طرح کی گالی گلوچ سب و شتم لغو اور بے ہودہ باتوں سے رُک جائے حتّٰی کہ ایسی حرکات و عادات سے بھی باز آجائے جو عام دنوں میں اس کیلئے روا ہیں۔

حدیث بخاری میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں اور روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں گا یعنی اس کی نیکی کے بدلے میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بے ہودہ باتیں کرے نہ شور کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے (انی صائم) کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

اس حدیث قدسی سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حقیقی روزہ کے نتیجہ میں جزا کے طور پر خود خدا تعالیٰ مل جاتا ہے اور اس کا دیدار نصیب ہوتا ہے اور روزہ کے نتیجہ میں منہ سے آنے والی بو بھی خدا کو بہت پسندیدہ ہے۔ رمضان کے ایام (ایک ماہ) یعنی گنتی کے لحاظ سے صرف تیس ہوتے ہیں اور باقی سال کے گیارہ ماہ ۳۳۵ دن ہوتے ہیں اگر ہم ان تیس دنوں سے کماحقہٗ فائدہ اُٹھالیں تو سارا سال ان کی برکات سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ کوشش کرنی چاہئے کہ قرآن مجید کے جتنے احکام اور نواہی ہیں رمضان میں کم از کم ایک بار تو ضرور ان پر عمل کر لیا جائے اور اسی طرح یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ کسی ایسی کمزوری کو خاص طور پر چن لیا جائے جس کی اسے عادت ہو

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۹ء میں شمولیت کے بعد

اپنی آنکھوں سے ترا فضل اُترتے دیکھا
اپنی اِک خواب کو ظاہر میں بدلتے دیکھا

اس کے احسانوں کا میں شکر کروں کیسے ادا
جس کی رحمت کو وہاں میں نے برستے دیکھا

اِک کروڑ اور اِک سال میں مولیٰ کی عطا
ہم نے مولیٰ کا یہ انعام اُترتے دیکھا

شکر کے جذبہ سے لبریز تھے جان و دل سب
شکر کے سجدہ میں سب لوگوں کو روتے دیکھا

قادیان تیری زمین سے جو اُٹھی تھی آواز
اس کو ہر بستی میں ہر ملک میں پھیلتے دیکھا

(راجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

اور اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو رمضان کے بابرکت ایام میں اسے چھوڑا جائے کیونکہ جب لوہا گرم ہو تو اسے جس طرف چاہے موڑا جا سکتا ہے۔

اسی طرح انتشار روحانیت کی وجہ سے کسی ایک برائی کو خاص طور پر چھوڑنے کی کوشش سے اسے چھوڑا جا سکتا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس ممانعت کے یہ معنے بھی نہیں کہ رفث، فسوق، اور جدال دوسرے دنوں میں جائز ہے بلکہ اس ممانعت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی ہے کہ اگر کچھ عرصہ تک انسان اپنے نفس پر دباؤ ڈال کر ایسے کام چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے دوسرے دنوں میں بھی ان کو چھوڑنے کی توفیق مل جاتی ہے کیونکہ مشق ہونے کی وجہ سے اس کیلئے سہولت پیدا ہو جاتی ہے بعض دفعہ بشری کمزوریوں کی وجہ سے انسان ایک لمبے وقت کیلئے کسی کام کو چھوڑنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ ایسی حالت میں اس کے اندر استعداد پیدا کرنے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے کچھ وقت کے لئے اس کام سے روک دیا جائے۔ جب کچھ عرصہ تک رُکا رہتا ہے تو اس کی ضبط کی طاقت بڑھ جاتی ہے اور آہستہ آہستہ وہ کلی طور پر اس کام کو چھوڑنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں اپنی کمزوریوں میں سے کسی ایک کمزوری پر غالب آنے کی کوشش کرے اور مہینہ بھر اس سے بچتا رہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ رمضان کے بعد بھی اس کی مدد کرے گا اور اسے ہمیشہ کیلئے اس بدی پر غالب آنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۳۸)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"رمضان ہمارے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ پہلے بھی خدا دُعائیں سُنا کرتا تھا لیکن اب تو اور بھی قریب آگیا ہے وہ تم پر اپنی رحمت کے ساتھ جھک رہا ہے دُعائیں سننے کے سارے دروازے کھل چکے ہیں تمہاری آہ و پکار آسمان تک پہنچے گی کوئی ایسی آواز نہ ہوگی جو تمہارے دل سے اُٹھے اور اللہ کے عرش کو ہلا نہ رہی ہو"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں رمضان کی برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللھم آمین۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

شرح فطرانہ

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ مورخہ 10.12.99 سے شروع ہو رہا ہے۔ ہر سال نظارت بیت المال آمد کی طرف سے ہندوستان کی جماعتوں کو فطرانہ کی شرح کی اطلاع دی جاتی ہے از روئے حدیث فطرانہ کی شرح ایک صاع غلہ یعنی پونے تین سیر انگریزی مقرر ہے جو رائج الوقت پیمانہ میٹرک سسٹم میں دو کلو 563 گرام ہوتے ہیں جو شخص پوری شرح کے مطابق فطرانہ کی رقم کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف شرح پر ادائیگی کر سکتا ہے۔

چونکہ ہندوستان میں غلہ گندم کی شرح مختلف ہے۔ اس لئے ہندوستان کی جماعتیں مقامی طور پر 2 کلو 563 گرام غلہ کی جو قیمت ہو اس کے مطابق ادائیگی کریں۔ قادیان میں مقامی شرح کے مطابق 550 روپے فی کوئنٹل اوسط قیمت کے حساب سے اڑھائی کلو فطرانہ کی پوری شرح -/14 روپے اور نصف شرح -/7 روپے مقرر کی جاتی ہے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

خطبہ جمعہ

نماز، روزہ اور ذکر الٰہی کا حق ادا کرو اور پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت دیتا ہے

رمضان المبارک کی فضیلت اور رمضان کے مسائل کا بیان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۵؍فتح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. يُرِيْدُاللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوااللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾. (سورۃ البقرۃ:۱۸۶)

یہ سورۃ البقرہ کی ایک سو چھیاسویں آیت ہے۔ چونکہ رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور یہ رمضان کا پہلا جمعہ ہے اسلئے جیسا کہ ہمیشہ میرا دستور رہا ہے رمضان کی فضیلت سے متعلق کچھ احادیث اور رمضان کے مسائل سے متعلق احادیث پیش کیا کرتا ہوں اور اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات بھی جو انہی باتوں سے متعلق ہیں۔ پہلے اس کا ترجمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آیت پڑھی گئی ہے۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا۔ اس کے ترجمے کچھ معمولی فرق کے ساتھ مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ جو چوٹی کے اہل لغت ہیں انہوں نے مبتدا اور خبر وغیرہ کی اور متعلق خبر وغیرہ کی بحثیں اٹھائی ہوئی ہیں کہ ان کی وجہ سے جو اردو میں ترجمہ کیا جائے اس میں کچھ معمولی فرق پڑے گا اور یہ فرق دکھائی بھی دیتے ہیں لیکن جہاں تک مضمون کا تعلق ہے مضمون وہی رہتا ہے تو اس تمہید کے ساتھ یعنی اس اعتذار کے ساتھ کہ اس مجبوری کی وجہ سے بعض احباب کو ترجمے میں تھوڑا سا فرق دکھائی دے گا میں اب دوبارہ پھر ترجمہ پڑھنا شروع کرتا ہوں۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسی ہدایت کے طور پر جو بینات پر مشتمل اور حق و باطل میں تمیز کر دینے والی ہے پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پورا کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بناء پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اس ضمن میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو احادیث میں نے چنی ہیں ان میں سے چند آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مسند احمد بن حنبل بحوالہ فتح ربانی سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور اس کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے محفوظ رہنا چاہئے تھا تو ایسے روزہ دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ بالکل واضح حدیث ہے اس کے سمجھنے میں کوئی ایسی مشکل نہیں جو عام سادہ اردو جاننے والے کے لئے مشکل پیش ہو۔ رمضان کے مہینے کو اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر ادا کیا جائے اور روزے رکھے جائیں تو یہ اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ یعنی رمضان کے مہینے میں پھر وہ روحانی لحاظ سے دھل کر نکلتا ہے اور کوئی پرانا داغ اس کے روحانی بدن کو میلا کرنے والا باقی نہیں رہتا۔

دوسری حدیث سنن النسائی کتاب الصیام سے لی گئی ہے۔ عَنْ نَضْرِ ابْنِ شَیْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ۔ اس کا ترجمہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ نذر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے براہ راست سنی ہو، بیچ میں کوئی اور واسطہ نہ آیا ہو۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے اور میں نے اپنی سنت کے ذریعے تم پر کھول دیا ہے کہ اس کا قیام کیسے کیا جاتا ہے۔ جیسے نماز کو قائم کیا جاتا ہے اور اگر کوشش اور محنت اور توجہ سے نماز کو قائم نہ رکھا جائے تو بار بار اس میں گرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ یعنی اس کے تقاضے پورے نہیں کئے جاتے تو جس حد تک تقاضے پورے نہ ہوں اس حد تک کہہ سکتے ہیں کہ اتنی نماز گر گئی۔ رمضان کا بھی یہی حال ہے۔

رمضان کے روزے رکھنا قیام نماز کی طرح ہے جہاں جہاں بھی کوئی انسان اس کے تقاضے پورے کرنے میں ناکام رہے گا اس حد تک رمضان کھڑا نہیں رہے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی سنت کے ذریعے تم پر کھول دیا ہے یعنی سنت جاری کر کے بتا دیا ہے اس طرح رمضان کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں اسی طرح جس طرح میں نے رمضان گزارے ہیں تم بھی رمضان گزارو تو تم نماز کی طرح رمضان کو بھی قائم کرنے والے کہلاؤ گے۔ اس کے بعد فرمایا پس جو اس کے روزے رکھے اور اسے قائم کرے۔ کس حالت میں قائم کرے؟ ایمان کی حالت میں اور نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے۔ تمام وقت ایمان کی حالت میں رہے اور ہمیشہ نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔ وہ اس دن کی طرح اپنے گناہوں سے باہر نکل آئے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ یعنی پاک وصاف فطرت لے کر بچہ پیدا ہوتا ہے اور جس طرح ماں کے پیٹ سے باہر نکلا تھا اسی طرح اس رمضان سے باہر نکلے گا، اگر یہ شرائط پوری کرے گا۔

ایک اور حدیث ہے جو اکثر آپ سنتے رہتے ہیں اس کی کچھ تشریح کی ضرورت ہے۔ وہ ہے رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا اور ابواب جنت کا کھلنا۔ الترمذی کتاب الصوم سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور اس کا ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور ایک بھی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا اور منادی اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے خواہاں رک جا اور آگ سے بچائے جانے والے اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔ (سنن الترمذی)

یہ جو اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں یہ ترجمہ ہے اس کا وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ اور لِلّٰهِ کا ترجمہ میں نے یہ کیا ہے اور اللہ ہی کی خاطر عتقاء مِنَ النَّارِ آگ سے جو لوگ بچنے کی توفیق دئے جاتے ہیں، جن کو آگ سے بچایا جاتا ہے وہ اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جاتے ہیں۔ جس میں یہ مفہوم مضمر ہے کہ اگر ان کا رمضان اللہ کی خاطر بسر ہوگا تو اللہ کی خاطر ہی پھر ان کو آگ سے بھی بچایا جائے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے اللہ کے بندے اس دن آگ سے بچائے جاتے ہیں، مجھے تو اس سے اختلاف ہے۔ یہاں اللہ کے بندے مراد نہیں، بندے تو ہیں لیکن لِلّٰهِ عُتَقَاءُ اللہ کی خاطر جنہوں نے رمضان بسر کیا وہ اللہ ہی کی خاطر آگ سے بچائے جائیں گے یعنی اللہ اس بات کا لحاظ رکھے گا۔ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلٍ۔ تو یہ ہوتا ہے ہر رمضان کی رات کو یہ ظرف بن جائے گا اس لئے كُلَّ لَيْلٍ ہو جائے گا پس ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے۔

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ تشریح طلب حدیث ہے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ رمضان کی راتوں

کو یا رمضان کے آغاز پر بھی جہنم کے سارے دروازے بند نہیں کئے جاتے اور جنت کے سارے دروازے کھولے نہیں جاتے۔ یعنی عام بنی نوع انسان کے لئے جو اللہ کی خاطر رمضان بسر نہ کرتے ہوں، اور ایسا ساری دنیا میں ہو رہا ہے۔ خدا کے نام پر تہوار منائے جاتے ہیں اور ان تہواروں میں حرکتیں وہ ہوتی ہیں جو اللہ کی خاطر نہیں ہوتیں۔ اب رمضان کے مہینے میں بھی جہاں تک ہمارا علم ہے جو مسلمان ممالک سے خبریں آتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر راتیں وہ جشن کی طرح مناتے ہیں اور عیش و عشرت میں صرف کرتے ہیں۔ بعض لوگ جو شراب کے عادی ہوں وہ آخر وقت تک، اذان تک شراب خوری کرتے چلے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ اب شیطان نے بند ہونا ہے۔ جب روزہ شروع ہو گا تو شیطان بند ہو گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو یہ فرما رہے ہیں رمضان کے وقت شیطان بند ہو جاتا ہے تو اگر مسلمان ممالک کا یہ حال ہے کہ وہاں شیطان بند نہیں ہوتا تو باقی ممالک کا اندازہ کریں کہ کیا حال ہو گا۔

آج کل اب یہ کرسمس کے دن ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی گستاخی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے نام پر کرسمس منائی جا رہی ہے اور شیطان کو ایسی کھلی چھٹی ملی ہے کہ کم ہی دوسرے وقتوں میں ملتی ہو گی۔ ہر قسم کے ظلم و ستم، بے حیائیاں یہاں جاری ہیں مگر ایک خوبی بھی ہے جس کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ ضرور کھولتی ہے۔ وہ یہ کہ اپنے غریب عیسائی ممالک کے بچوں کے لئے خصوصیت سے اہل انگلستان بہت محنت کر کے خوبصورت عیدیوں کے ڈبے تیار کرتے ہیں۔ جس طرح ہماری عید ہوتی ہے اس طرح کرسمس کی بھی عیدی ہوا کرتی ہے اور یہ وہ دروازہ ہے جو ان میں سے کئیوں کے لئے اللہ فضل کرنا چاہے تو جنت کا دروازہ ہے جو کھل جائے گا۔ یہ بکثرت مثلاً رومانیہ میں جو عیسائی ملک ہے، غریب ملک ہے عیسائی بچے بہت سے ایسے ہیں جو محتاج ہیں کہ ان کو کوئی تحفہ دیا جائے اور کثرت سے ان میں ایڈز کے مریض بھی ہیں اور یہ لوگ اس پہلو سے اتنا خیال رکھتے ہیں کہ تمام عیسائی ممالک میں جہاں جہاں گھرے ایڈز کے مریض ہیں ان کے بچوں کو بھی خوش کرنے کے لئے وہ خوبصورت تحفے بناتے ہیں اور پیکٹس میں ڈالتے ہیں اور اس کے لئے لاکھوں انگریز مرد عورتیں اور بچے ہیں جو محنت کر کے یہ تیار کرتے ہیں۔ تو انہوں نے تو اپنے لئے ایک ایسا دروازہ کھولا جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جنت کی ایک کھڑکی تو ضرور ہے یہ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان ممالک کو یہ بھی توفیق نہیں ملتی۔ اب سعودی عرب اور کویت وغیرہ جن سونے کے پہاڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کی ایک چٹان ہی کو استعمال کر لیں اور جتنے مسلمان غریب ممالک میں بسنے والے بچے ہیں ان کی عید بنا دیں یا رمضان کے مہینے میں ان کے لئے رمضان کے پورا کرنے کے سامان مہیا کر دیں اور آنے والی عید پران کے لئے تحفے مہیا کریں تو بہت بڑی خدمت ہے۔ کل عالم اسلام میں چونکہ غربت زیادہ ہے اس لئے یہاں تو اس خدمت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ تو ان سے، غیروں سے ہی سبق سیکھیں اور وہ دروازے جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے ان دروازوں کو اپنے اوپر کھولیں اور مسلمانوں کے لئے کھول دیں۔ مگر اللہ تو کھولتا ہے مگر ان کو یہ دروازے کھولنے کی توفیق نہیں ملتی۔ یہ تبصرہ تنقیدی نہیں بلکہ ناصحانہ ہے۔ یہ خبریں جن مسلمان ممالک تک پہنچتی ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کی انٹیلیجنس ان کو میرے خطبات کے متعلقہ حصے پیش کرتی ہیں تو اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ چونکہ یہ اس بات پر گہری نظر رکھ رہے ہیں کہ احمدیت کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے اس لئے یہ خبریں ضرور ان میں سے ان لوگوں کو پہنچیں گی جو فیصلہ کرنے کے مجاز ہوا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اسی رمضان میں نہ سہی تو اگلے رمضان میں ہی ایک مستقل نظام جاری کر دیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلمان ممالک پر یہ جنت کے دروازے کھلنے لگیں۔

ایک حدیث ہے جو کتاب الطہارۃ صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کبائر سے بچنے کے لئے پانچ نمازیں، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہوتا ہے۔ یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسا زبردست انتظام کیا ہوا ہے کہ محافظین کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ ایک دن بھی سال کا ایسا نہیں بچتا جس میں شیطان حملہ آور ہو اور اس کو رد کرنے کے سامان نہ ہوں۔ تو فرمایا کبائر یعنی بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے۔ یہاں کبائر کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا ہے کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، کبائر سے بچنے والے، بڑے گناہوں سے بچنے والے بھی بہت سے ہیں جو روزمرہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کو نظر انداز فرما دیا ہے۔ فرمایا کبائر سے بچنے والے کے لئے پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز پر اقرار کرتا ہے کہ اے خدا مجھے سچی عبادت کی توفیق عطا فرما، مجھے منعم علیہ گروہ کے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما، مجھے مغضوبوں کے رستے سے بچا، ضالین کے رستہ سے بچا۔ اب یہ ساری باتیں کبائر سے بچانے والی نہیں تو اور کیا ہیں اور ہر روز پانچ مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ پھر ایک جمعہ اگلے جمعہ تک یہ روز کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور جمعہ کو خصوصیت کے ساتھ ان امور کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جن کی روزانہ پانچ وقت توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہو جاتا ہے یعنی رمضان سے رمضان تک کا سلسلہ اسی طرح روز بروز کی پانچ نمازوں اور جمعوں کے ذریعہ ملتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پورا سال انسان کبائر سے بچنے کی اہلیت حاصل کر لیتا ہے اور اگر بچنا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بچانے کے لئے بہت عظیم الشان انتظام جاری فرما رکھے ہیں۔

ایک بات رمضان مبارک میں بہت زیادہ خرچ کرنے کی تلقین ہے، اتنا زیادہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ کی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی رفتار تو تیز ہواؤں کی طرح تھی لیکن رمضان میں یوں لگتا تھا جیسے جھکڑ آ گیا ہو۔ ان ہواؤں کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو جایا کرتی تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انفاق فی سبیل اللہ کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ کیا صرف مال نکلتا ہی ہے یا اللہ تعالیٰ اموال میں برکت کا بھی اسی کو ذریعہ بناتا ہے۔ تو اس حدیث میں یہ نسخہ درج ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ ذاتی خواہش نہیں تھی کہ میں خدا کی راہ میں خرچ کروں اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا ہے وہ مال کو بڑھائے، یعنی اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ قومی اموال کو بڑھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ نسخہ تھا۔

اور یہ حقیقت ہے، ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے انفاق ہی کی وجہ سے مسلمانوں کے قومی خزانے اتنے بھر دئے گئے کہ پھر وہ ملک در ملک خدا کا یہ مالی فیض بھی بنی نوع انسان کو پہنچاتے رہے، غریبوں کو پہنچاتے رہے اور وہ خزانے ختم ہونے میں نہیں آتے تھے۔ تو یہ وہ نسخہ ہے جو مال بڑھانے کا نسخہ ہے جو انفرادی لحاظ سے بھی اطلاق پاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو رمضان کے مہینے میں خرچ کرتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس خرچ سے ان کے مال میں کمی نہیں آئے گی اور بہت سے جماعت کے غرباء اس سے استفادہ کریں گے۔ خدا کی خاطر خرچ کریں، اللہ کی خاطر خرچ کرنے کی نیت سے خرچ کرنا لازم ہے۔ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ جو بہت زیادہ بندے کے شکر کا شکر ادا کرنے والا ہے وہ ایسے بندوں کے اموال میں برکت دے گا۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے رستے میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔ اب دیکھیں اس کے ساتھ شرط ہے، نماز اور روزہ اور ذکر کرنا بڑھاتا ہے۔ یہ شرط پوری ہونی ضروری ہے۔ نماز کا حق ادا کیا جائے، روزے کا حق ادا کیا جائے، ذکر الٰہی کا حق ادا کیا جائے، اس کے ساتھ اگر خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں سات سو گنا بڑھانے کا ذکر ملتا ہے وہ بالیوں کی تعداد کے اشارے سے ایک دانے سے اتنی بالیاں نکلتی ہیں اس سے استنباط ہوتا ہے کہ سات سو گنا بڑھاتا ہے مگر ساتھ ہی یہ وعدہ ہے جس کے لئے چاہے اس سے بہت زیادہ بڑھاتا ہے۔ تو تعداد جب بیان کی جاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعداد بیان کی جاتی ہے تو صرف بندوں کو ایک ترغیب کی خاطر، سمجھانے کے لئے اور دوسرے لفظوں میں کم سے کم یہ تو ہو گا ضرور اور اس سے بہت زیادہ بھی ہو گا۔

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ پاس تھا خدا کی راہ میں خرچ کیا اور اب جماعت کا بجٹ دیکھیں اربوں تک پہنچ گیا ہے اور ساری دنیا میں فیض پہنچ رہا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے جو خرچ کیا، انفاق فی سبیل اللہ، اس کو خدا نے دیکھو کیسے رنگ دلائے، کیسی برکت دی اور انفرادی طور پر بھی یہ ممکن ہے کہ ساری جماعت کے اموال میں بہت برکت پڑے مگر شرط وہی ہے جو حدیث کے حوالے سے میں نے بیان کی ہے۔ نماز، روزہ اور ذکر الٰہی کا حق ادا کرو اور اس کے ساتھ ذکر الٰہی سے معمور ہو کر پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت دیتا ہے۔

مطرفؒ سے روایت ہے، سنن النسائی کتاب الصوم سے یہ روایت لی گئی ہے، کہ میں عثمان بن ابی العاص کے پاس گیا انہوں نے دودھ منگوایا۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ نہیں تھا، ویسے روزہ رکھا ہوا تھا۔ عثمان کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔ جس طرح جنگ سے بچنے کے لئے تم میں سے کسی کی ڈھال ہو جسے آگے آگے سپاہی لے کے چلتا ہے تاکہ تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ ڈھال پر رک جائے اور اسے گزند نہ پہنچے اسی طرح روزہ انسان کے لئے ڈھال بن جاتا ہے۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک

☎ 543105
STAR
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصنِ حصین ہے، ایک ایسا قلعہ ہے جسے مضبوط کر دیا گیا اس میں شیاطین کو داخل ہونے کی اجازت ہی نہ ہو۔ تو رمضان میں روزے رکھنا ایک حصن حصین تعمیر کرنے کے مترادف ہے۔ اپنے لئے یہ قلعے تعمیر کرلو جن کو ہر طرح سے برجوں سے محفوظ کر دیا گیا ہو اور شیطان کو ان قلعوں میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہو۔

ایک حدیث جو ہمیشہ آپ کے سامنے میں رکھتا ہوں اور یہ وہ حدیثیں ہیں جن میں سے اکثر آپ کے سامنے ہر رمضان میں رکھی جاتی ہیں لیکن ہر رمضان میں لازم ہے کہ ان کو دہرایا جائے تاکہ اگر سال پہلے کی بات کچھ لوگ بھول چکے ہوں تو ان کو یاد آجائے اور نئے بچے جو جوان ہو کے اب شامل ہو رہے ہیں اور نئے ہونے والے احمدی جو اب ان خطبات سے پہلے سے بڑھ کر استفادہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ سب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت سے استفادہ کر سکیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقعہ پر یہ ہدایت دی تھی کہ جو میری باتیں سنتا ہے، جو حاضر ہے میری مجلس میں وہ غائب کو یہ پہنچادے۔ تو اللہ کی شان ہے کہ **جماعت احمدیہ کو اب ٹیلی ویژن کے ذریعے یہ توفیق ملی ہے جو دنیا میں کسی مسلمان بڑی سے بڑی حکومت کو بھی توفیق نہیں ملی کہ دنیا کے کناروں تک حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پیغام پہنچانے کی توفیق نصیب ہو رہی ہے** اور کثرت سے اسی کی خاطر خدا کے بندے اکٹھے ہوتے ہیں اور غور سے ان سب باتوں کو سنتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ بڑی بھاری تعداد ان میں سے ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہوگی۔ یہ جو مرکزی بات ہے یہ بتانی ضروری ہے سب کے لئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں سوائے روزہ کے، یقیناً وہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا ہوں۔ اب انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں روزہ بھی تو اس کے اپنے ہی لئے ہوتا ہے، روزے کے فوائد بھی تو اسی کو حاصل ہوتے ہیں پھر یہ کیوں فرمایا کہ میں اس کی جزا ہوں یعنی روزے کی جزا۔ مطلب یہ ہے کہ روزے کے دنوں میں، روزے کے اوقات میں انسان ان حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جو دیگر ایام میں حلال ہیں اور رمضان کی بہت سی راتیں ایسی بھی آتی ہیں جن میں وہ راتوں کو حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے تو یہ ایسا معاملہ ہے جو دوسرے دنوں میں روزے کے سوا دیکھنے میں نہیں آتا۔ پس فرمایا کہ چونکہ میری خاطر وہ ایسا کرتا ہے، میرے جاری کردہ حلال کو میری خاطر وقتی طور پر اپنے اوپر حرام کرتا ہے تو میں اس کی جزا بن جاتا ہوں اور اس سے بڑی جزا روزے کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ خود اس کی جزا بن جائے۔

اور اسی حدیث کے تسلسل میں "میں اس کی جزا ہوں" کا نتیجہ یہ نکالا گیا ہے یعنی جزا کیوں بنتا ہوں کیا کیا اعمال کرو گے تو میں جزا بنوں گا یہ اس کی تشریح ہے آگے۔ "روزہ ڈھال ہے" ابھی یہ بات گزر چکی ہے۔ پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑے تو چاہئے کہ وہ کہے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔ اتنا سا کہہ دے۔ مطلب یہ ہے کہ لڑنا مجھے بھی آتا ہے، میں بھی ناجائز حملے کا جواب دے سکتا ہوں۔ مگر اللہ کی خاطر رک گیا ہوں۔ تو "میں اس کی جزا ہوں" اس طرح بنتی ہے بات۔ جب خدا کی خاطر انسان عام جائز باتوں سے بھی رک جاتا ہے اس لئے اس کی جزا بنتا چلا جاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے ﷺ۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اب یہ بات بھی سمجھنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بو یا بدبو سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بدبو آئے یا خوشبو آئے خدا کی ذات ان چیزوں سے بالا ہے۔ تو کستوری سے زیادہ پیاری ہے، اس سے یہ بھی لوگ سمجھ سکتے ہیں یعنی لوگوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کو کستوری کی خوشبو بہت پسند ہے۔ یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ روزہ دار روزہ کی بنا پر کھانے پینے سے محروم رہتے ہوئے اس حال کو پہنچ جائے کہ اس کے منہ سے روزے کی بو آنے لگ جائے۔ اس کے برعکس وہ شخص جو روزہ نہ رکھتا ہو اور کستوریاں کھا کھا کر اس کے منہ سے خوشبوئیں اٹھ رہی ہوں، اللہ فرماتا ہے اس کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔ یعنی روزہ رکھو خواہ منہ سے بدبو آئے اور چونکہ اللہ کی خاطر تم اس بدبو کو برداشت کرتے ہو جو خود مومن کو پسند ہی نہیں۔ یہ نہ کوئی کہے کہ اللہ کو پسند ہے مجھے بھی بدبو پسند ہو گئی، ہرگز یہ مراد نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ بو کے معاملے میں زود حس اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے باوجود اس کے محض خدا کی خاطر منہ بند رکھنے کے نتیجے میں منہ سے جو بو اٹھتی ہے اسے رسول اللہ ﷺ برداشت کر لیتے تھے۔ یہ وہ بات ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس کی خاطر ایک ایسا بندہ جو بو سے گویا الرجک ہو، تصور بھی نہ کر سکے کہ اس کے پاس سے، اس کے بدن سے، اس کے منہ سے بو اٹھے اور وہ برداشت کر رہا ہے تو یہ بات خدا کو بہت پسند ہے بہ نسبت ایسے بے روزہ دار کے جو خوشبوئیں لگائے پھرے اور اس کے منہ میں ہر وقت کچھ کھانے پینے کی خوشبودار چیزیں ہوں، اس کے منہ سے کستوری کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں خدا کو ایسے بندے کی خوشبوؤں کی کوئی بھی پرواہ نہیں۔

'روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اوّل جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے'۔ جب بھی افطار کرتا ہے ایک خاص خوشی پہنچتی ہے اور اس خوشی کے نتیجہ میں بعض لوگ اتنا افطار کر جاتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں پتلے ہونے کی بجائے موٹے ہونے لگتے ہیں اور یہ خوشی کا تو اظہار بہر حال ہے۔ سارا دن کے رکے ہوئے بھی جب کھاتے ہیں تو پھر بے تحاشا کھانے لگ جاتے ہیں، تو یہ مراد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی تو روزہ کھولا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی روزہ کھولتے رہے ہیں ہمارے سامنے یعنی انہی دنوں کی بات ہے، اس زمانے کی۔ روزہ کھولتے وقت خوشی تو ہوتی ہے مگر اس خوشی میں کھانا بے تحاشا نہیں کھایا جاتا۔ ہاتھ روک کر کھانا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہاتھ روکنے کی توفیق زیادہ تھی۔ جن کو کم ہے ان کو کم ہوگی مگر کوشش یہ کریں کہ اپنے آپ کو کھلی چھٹی نہ دیں تاکہ رمضان کے ساتھ جو برائیاں اتریں گی ان برائیوں کے علاوہ کچھ چربی بھی اتر جائے اور انسان ہلکا پھلکا جسمانی بدن لے کر رمضان سے باہر آئے۔ تو ایک وہ خوشی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے۔ دوسری اپنے ربّ سے ملے گا تو اپنے روزے کے باعث خوش ہوگا۔ یہاں رب سے ملے گا کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ مرنے کا انتظار کرے کہ مرنے کے بعد رب سے ملے گا۔ جس نے روزہ رکھا خدا کی خاطر اس کو افطار کی طرح نقد و نقد خوشی پہنچتی ہے، اللہ اسے ملتا ہے اور اس کی راتیں اور بھی پہلے سے زیادہ روحانیت سے شاداب ہو جاتی ہیں اور اللہ کے آنے سے اس کی راتیں خوشبوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ تو اللہ سے ملنے کی خوشی روز بروز ہوتی ہے، نقد و نقد سودا ہے اس کے لئے موت کے انتظار کی ضرورت نہیں۔ کیوں؟ جن کو اس دنیا میں خدا سے ملاقات میسر نہ ہو ان کو قرآن کریم کی رو سے قیامت کے دن بھی ملاقات میسر نہیں ہوگی۔ جو اس دنیا میں اندھے ہیں وہ قیامت کے دن بھی اندھے ہی اٹھائے جائیں گے۔

ایک اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو صحیح بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'روزے ڈھال ہیں۔ سو کوئی شخص فحش بات نہ کرے اور نہ جہالت کی بات اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑے یا گالی دے تو چاہئے کہ اسے دو بار کہے کہ میں روزہ دار ہوں'۔ یہاں دو بار کہنا باقی پچھلی روایت سے کچھ مختلف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سرسری طور پر منہ سے نہ نکلے۔ کہے پھر غور سے سمجھ لے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، پھر کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ ساری باقی حدیث وہی ہے جو اس سے پہلے میں بیان کر چکا ہوں۔

روزے کے متعلق ایک حدیث جو مسند احمد سے لی گئی ہے۔ ابونصر نے اپنے والد ابوامامہؓ سے یہ روایت سن کر بیان کی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے روزہ ہے۔ پس روزہ کا کوئی بدل نہیں یا یہ فرمایا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ تُو اگر روزے کے حقوق ادا کرے گا تو ساری عبادتیں اس میں شامل ہو جاتی ہیں اسلام کے تمام احکامات روزے میں داخل ہو جاتے ہیں تو اُنزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰن کا یہ بھی ایک مطلب ہے کہ رمضان کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن کو سمجھنا ہو تو قرآن کریم کے تمام مصالح اور مفادات تمہارے روزوں سے یا رمضان سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ **رمضان کے حقوق ادا کرو گے تو قرآن کے حقوق ادا کرو گے اور وہ حقوق ایسے ادا کرو جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی سنت کے ذریعے یہ باتیں تم پر کھول دی ہیں**۔ اس لئے کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہیں رہا۔

ایک حدیث ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے'۔ یہ جو سحری کی برکت ہے یہ تو ہم نے روزمرہ گھروں میں اس طرح بھی مشاہدہ کی ہے کہ وہ بچے جو روزہ نہیں بھی رکھ سکتے وہ بھی سحری کے شوق میں اٹھ جاتے ہیں یعنی تہجد کے وقت اٹھتے ہیں حالانکہ روزمرہ ان کے لئے نماز بھی فرض نہیں اور نماز کے لئے اٹھنا فرض نہیں ہے مگر سحری میں ایک ایسی برکت ہے کہ اس کا شوق پھیل جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی کہتے ہیں ہمیں سحری کے وقت ضرور جگانا اور ساتھ اگر کوئی سویاں وغیرہ بھی ہوں کوئی میٹھی چیز ہو تو اور بھی خوش ہوتے ہیں۔ تو ان بچوں کی خاطر اپنی سحری میں کچھ اچھی میٹھی چیزیں بھی شامل کر لیا کریں تاکہ بچوں کو بچپن ہی سے عادت پڑ جائے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ سحری کھایا کرو کہ سحری میں برکت ہے اس ہدایت کے بھی ہر پہلو پر عملدرآمد ہو۔

صحیح بخاری کتاب الصوم میں سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی بھول کے کھائے پیئے تو چاہئے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ نے ہی اسے کھلایا اور پلایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب بھول کر کھاتا ہے تو روزہ ٹوٹتا نہیں ہے اس لئے اس وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ "روزہ پورا کرے" وہ روزہ ہرگز نہیں ٹوٹا کیونکہ یہ بھول چوک بھی اللہ تعالیٰ نے بندے

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
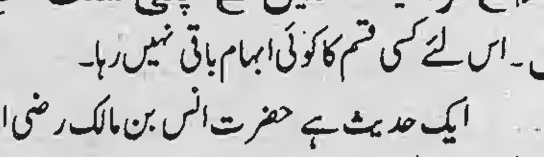
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

کے ساتھ لگائی ہوئی ہے اور روزمرہ چونکہ کھانے کی عادت ہوتی ہے اس لئے بعض لوگ بھول جاتے ہیں تو کسی تردد کی ضرورت نہیں، خدا نے آسانی پیدا فرمائی ہے، مشکل نہیں پیدا فرمائی لیکن اس میں ایک احتیاط ضروری ہے۔ اگر کوئی انسان کُلّی وغیرہ کرنے میں بے احتیاطی سے کام لے، نہاتے وقت بھی انسان بار بار منہ میں پانی ڈالتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی بے احتیاطی کے نتیجے میں بعض دفعہ پانی گلے سے نیچے اتر جاتا ہے ۔اس صورت میں روزہ برقرار رکھنا ہوگا مگر روزہ ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ یعنی یہ روزہ ایک فاقے کے طور پر روزہ کھلنے کے وقت تک برقرار رکھنا ضروری ہے مگر روزوں میں شمار نہیں ہوگا، اس روزے کی عدت پھر پوری کرنی ہے۔ جو مدت مقرر فرمائی گئی ہے کہ تیس روزے رکھو یا انتیس کا رمضان ہو تو انتیس رکھو یہ مدت بعد میں پوری کرنی ہوگی۔ تو یہ دو الگ الگ مسئلے ہیں۔ بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مدت کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں مگر بے احتیاطیاں کرنے کے نتیجے میں جب پانی پیٹ میں چلا جائے یا کچھ کھانے کی چیز چلی جائے تو ایسی صورت میں وہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

چکھنے کا مسئلہ اس کے علاوہ ہے۔ چکھنے کے نتیجے میں روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک انسان وہ نگل نہ لے۔ تو روزہ نگلنے سے ٹوٹتا ہے جو باہر سے چیز آئے اور نگل لے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے منہ کو ایک قسم کی ڈیوڑھی بنایا ہے وہ چیز جو اندر سے اوپر نکلتی ہے اور ساتھ ہی واپس چلی جائے وہ اگرچہ گلے کے مقام سے کچھ آگے بڑھ گئی تھی لیکن پھر واپس چلی گئی اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ تھوک جو اندر سے ہی پیدا ہوتا ہے یہ ہر وقت انسان نگلتا ہی رہتا ہے تو اگرچہ تھوک منہ میں پیدا ہوا لیکن اس ڈیوڑھی سے، حلق کے اس مقام سے گزر کر نیچے اتر گیا جس سے نیچے اترنا منع فرمایا گیا ہے یعنی کھانے کا نیچے اتارنا منع فرمایا گیا ہے تو یہ بھی ایک کھانے پینے کی چیز ہے جو انسانی لعاب میں بھی تو بہت سی چیزیں موجود ہیں اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ پانی سے زیادہ قوی ہے لعاب۔ پانی کے قطرے سے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اگر اسے انسان نگل لے لیکن لعاب سے نہیں ٹوٹتا۔ تو یہ چیزیں احتیاط کے تقاضے ہیں جو آپ کو پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ اور ہر وقت تھوکتے نہ رہیں۔ بعض لوگ علماء کی بعض جاہلانہ تعلیمات کے نتیجے میں ایسا تھوکنے کے عادی بنتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ صوبہ سرحد میں ایسے لوگ آپ کو کثرت سے ملیں گے جو ہر وقت تھوکتے رہتے ہیں اس لئے کہ کہیں وہ تھوک اندر جائے اور روزہ نہ ٹوٹ جائے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت سے کہیں بھی ثابت نہیں کہ اس بنا پر آپ بکثرت تھوکتے تھے۔ تھوک کا نگلنا ہی سنت ہے اور پانی کا نہ نگلنا سنت ہے۔

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ روزہ کھولنے میں یعنی غروب آفتاب کے بعد جلدی کریں گے۔ یہ بھی ایک مسئلہ آپ کو سمجھانے والا ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سورج ڈوب بھی جائے تو جب تک سورج کے بعد میں رہنے والی سرخی مکمل طور پر زائل نہ ہو جائے، اور بعض لوگ کہتے ہیں جب تک وہ سفیدی میں تبدیل نہ ہو جائے، اس وقت تک روزہ نہیں کھولنا چاہئے۔ یہ شیعہ مسلک ہے اور ہو سکتا ہے بعض سنی بھی اس مسلک پر عمل پیرا ہوتے ہوں مگر پوری حد تک نہیں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآنی ارشادات کی روشنی میں روزے کو سختی نہیں فرمایا سہولت فرمایا ہے۔ پس جب سورج غروب ہو جائے تو جس وقت اس کا رِم، اس کا کنارہ نظر سے نیچے اتر جائے وہ ڈوب چکا ہو اسی وقت روزہ کھول لینا چاہئے، ایک منٹ کی تاخیر بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ اللہ نے جو سہولت کا وقت مقرر فرمایا تھا اس سے انکار کرنا گویا کہ زبردستی اللہ تعالیٰ پر اپنی نیکی ٹھونسنے والی بات ہے۔ اللہ سے اس معاملے میں کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جہاں اللہ نے سہولت دی، سہولت کو اختیار کر لو، جہاں خدا نے سہولت سے ہاتھ کھینچا وہیں اپنا ہاتھ بھی اس سہولت سے کھینچ لو۔

اب چند منٹ باقی ہیں تراویح سے متعلق، اور کتنی رکعتیں ہونی چاہئیں اس مسئلے کو اب میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آج کل یہاں اس مسجد میں بھی تراویح ہو رہی ہیں اور دوسری مساجد میں بھی ہو رہی ہیں۔ تراویح کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری کی تھی ان کسانوں اور مزدوروں کی خاطر جو صبح نہیں اٹھ سکتے تھے تاکہ رات ہی کو وہ کچھ تراویح پڑھ کر اور تہجد میں شامل ہو جائیں لیکن یہ بات درست نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی تراویح کی کچھ صورتیں مروی ہیں اور ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی نے اس سنت کا آغاز کیا پھر اس کو روک لیا۔ یہ وہ چند حدیثیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضور کی عبادت کے بارے میں پوچھا۔ فرمانے لگیں حضور رمضان یا دوسرے مہینوں میں گیارہ سے زائد رکعات نہ پڑھتے تھے۔ یہ رکعتوں کی بات بھی ہو گئی اور تراویح کی بات بھی بیچ میں آجائے گی۔ گیارہ رکعتیں ہم پر فرض ہیں ان معنوں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم باقاعدگی سے گیارہ ہی رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور مولویوں نے جو بعض نے بیس اور بعض نے پچاس یا سو یا پانچ سو رکعتیں بنادی ہیں اور عجیب و غریب روایتیں مشہور کر رکھی ہیں یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی گیارہ کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل کیا ہے میں آگے جا کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اور پھر چار رکعت پھر تین وتر والی۔ اس سے شبہ پڑتا ہے کہ چار رکعتیں اکٹھی پڑھتے تھے اور پھر چار رکعتیں اکٹھی پڑھتے تھے یہ محض شبہ ہے یہ درست نہیں۔ کیونکہ دوسری روایت سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ دو دو کر کے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اس چار سے میں یہ مفہوم سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے کہ پہلے دو دو کر کے چار نفل پڑھ کے تھوڑا سا وقفہ فرما لیتے ہوں پھر کھڑے ہو کر دو دو پڑھ کر چار نوافل پورے کرتے ہوں پھر تھوڑا سا وقفہ پھر دو رکعتیں پڑھ کر ایک رکعت زائد کر کے ساری نماز کو وتر بنادیتے تھے۔

مسلم کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اس لئے وہ چار کا وہی مفہوم ہے جو میں نے پیش کیا ہے اور پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ کر ان کو وتر بنا لیتے تھے۔ صبح کی نماز سے قبل دو رکعتیں پڑھتے تھے اور اتنی ہلکی پڑھتے گویا اقامت شروع ہو چکی ہو۔ یعنی اقامت شروع ہو چکی ہو اور جتنی دیر اقامت لیتی ہے، صبح کی نماز کی سنتیں رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہلکی پڑھا کرتے تھے۔ یعنی بعینہ اس کا کوئی پیمانہ اقامت نہیں ہے۔ بعض لوگ اقامت بھی جلدی پڑھتے ہیں بعض ٹھہر ٹھہر کر اقامت ادا کرتے ہیں تو یہ پیمانے چھوٹے بھی ہو سکتے ہیں، بڑے بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر اتنے چھوٹے نہیں ہو سکتے کہ نمازی کو سمجھ ہی کچھ نہ آئے اور تیزی سے فرفر ٹکریں مارتی ہوئی نماز ہو جائے۔ تو کسی چھوٹی اقامت کو اپنا راہنما نہ بنائیں، بڑی اقامت کو اپنا راہنما بنا لیں تو پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جو روایت میں نے بیان کی تھی تراویح کا آغاز کیسے ہوا ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک امکان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف سے تراویح کا آغاز ان معنوں میں ہوا ہو۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نصف شب کے قریب گھر سے مسجد تشریف لے گئے اور نوافل ادا کئے۔ کچھ اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح ہوئی تو لوگوں کو اس کا علم ہوا۔ اگلی رات پہلے سے زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے یعنی تراویح کا یہ پہلو کہ امام تہجد پڑھائے یہ پہلو ہے جو میں سمجھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہی شروع ہوا ہے یعنی باجماعت تہجد پڑھنے کا رواج۔ سہولت کی خاطر حضرت عمرؓ نے مزدوروں وغیرہ کے لئے اس سے پہلے کر دیا یہ الگ مسئلہ ہے لیکن باجماعت تہجد کا جہاں تک تعلق ہے اس کی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہی آغاز پائی۔ فرماتی ہیں نوافل ادا کئے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے بغیر بتائے اور بغیر تشہیر کے نماز مسجد میں جا کر ادا کرنی پسند فرمائی۔ ہو سکتا ہے اس خیال سے کہ گھر والوں کو اتنی جلدی نماز کے لئے اٹھنے کی حاجت نہیں جتنی آپؐ کو اٹھنے کی حاجت محسوس ہوتی تھی۔ کچھ لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، وہ شامل ہو گئے اس میں۔ صبح ہوئی تو لوگوں کو اس کا علم ہوا۔ اگلی رات پہلے سے زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور حضور کے ساتھ نوافل ادا کئے یعنی حضور کو گویا امام بنا لیا اور باوجود اس کے کہ کوئی تکبیر نہیں تھی مگر عملاً رسول اللہ ﷺ امام تھے۔ اور آپؐ کے پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ وہ نوافل پڑھ رہے تھے۔ چرچا ہونے پر تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ حضور تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ واقعۃً اب امام بن کر، بکثرت لوگ اکٹھے ہو چکے تھے ان کو نماز پڑھائی۔ چوتھی رات اتنے نمازی ہو گئے کہ مسجد میں سما ہی نہیں رہے تھے اور بہت بڑی مسجد تھی رسول اللہ ﷺ کی، گلیاں بھی بھر رہی تھیں نمازیوں سے۔ حضور باہر ہی نہیں نکلے۔ فجر پہ تشریف لائے۔ وہ لوگ ساری رات انتظار کرتے رہے یا اپنی عبادت کرتے رہے مگر رسول اللہ ﷺ نہیں نکلے اور نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور تشہد کے بعد فرمایا مجھ پر آج رات تمہاری حالت مخفی نہ تھی۔ میں جانتا تھا کہ کس محبت اور شوق سے تم میرے پیچھے باجماعت نوافل ادا کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہو لیکن میں ڈرتا تھا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔ اگر میں نے تواتر سے اس طرح نفلی نمازوں میں تمہاری امامت کروائی تو بعید نہیں تھا کہ پھر اللہ تعالیٰ اسی صورت کو فرض فرما دیتا اور جب یہ فرض ہو جاتی تو تم اس سے عاجز آجاتے۔ پھر سمجھ آتی کہ دُور دُور سے اس طرح مسجد میں آنا اور باقاعدہ باجماعت تہجد پڑھنا یہ تم نبھا نہیں سکتے تھے۔ تو میری اس بات پر نظر تھی کہ تمہیں ایسی عادتیں ڈالوں جن کو تم عمر بھر نبھا سکو اور وقتی طور پر تھوڑی سی محنت کر کے پھر تھک نہ جاؤ۔ کہتے ہیں پھر یہی طریق جاری رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

یہ ہیں رمضان کے مسائل سے تعلق رکھنے والی بعض احادیث جو میں نے آج مناسب سمجھا کہ آپ کے سامنے رکھ دوں اور میرے نزدیک اس میں تقریباً سارے متعلقہ مسائل جو اہم مسائل ہیں وہ بیان ہو گئے ہیں۔ تو ان مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا رمضان گزاریں اور ایسا رمضان گزاریں کہ پھر یہ نماز سے نماز اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان ملتا چلا جائے یہاں تک کہ اگلا سال طلوع ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

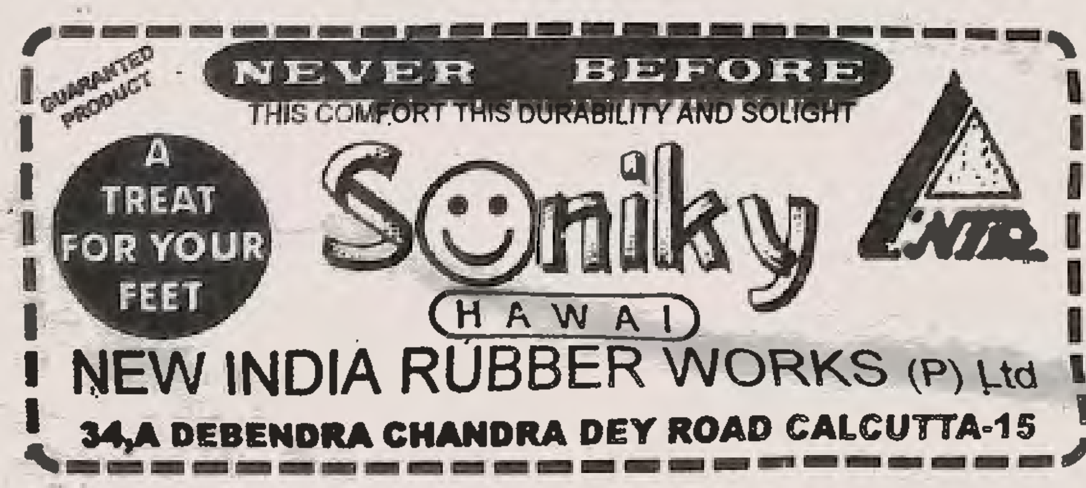

قسط دوسری

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - داعیاً الی اللہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان

تقریر جلسہ سالانہ 1985ء

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول ایک مرتبہ اشہر حرم کے اندر عرب قبائل کا دورہ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر چند آدمیوں پر پڑی جو قبیلہ اوس سے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور توحید کا وعظ کر کے اسلام کی دعوت دی۔ ان میں ایک نوجوان شخص جس کا نام ایاس تھا بے اختیار بول اٹھا کہ خدا کی قسم جس طرف یہ شخص ہم کو بلاتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔ مگر اس گروہ کے سردار نے سختی کے ساتھ اسے خاموش کرادیا۔ اس طرح قبولیت حق کی کسی کو توفیق نہ ملی۔

مگر اس کے کچھ عرصہ کے بعد ۱۱ نبوی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یثرب والوں سے پھر ایک جگہ ملاقات ہو گئی۔ جب آپ نے ان سے ان کی خیریت دریافت فرمائی اور ان کے حسب و نسب کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ قبیلہ خزرج کے لوگ ہیں اور یثرب سے حج کیلئے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ کیا آپ لوگ میری کچھ باتیں سن سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں فرمائیے۔ آپ بیٹھ گئے اور انہیں اسلامی تعلیم کی طرف دعوت دی اور قرآن مجید کی چند آیات سنا کر اپنے مشن سے آگاہ کیا۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور یہ کہہ کر کہ کہیں یہود ہم سے سبقت نہ لے جائیں سب نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ چھ اشخاص تھے۔

اسد بن زرارہ، عوف بن حارث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، جابر بن عبد اللہ، اور عقبہ بن عامر۔

اسلام لانے کے بعد یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر رخصت ہوئے اور جاتے وقت کہا کہ ہم یثرب میں جا کر اپنے بھائیوں میں اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ کیا عجب کہ اللہ آپ کے ذریعہ ہم کو پھر پیار و محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ اس طرح یثرب میں اسلام کا چرچا ہونے لگا۔

پھر اگلے سال یعنی ۱۲ نبوی میں جب حج کا موقعہ آیا تو آپ نہایت شوق کی حالت میں گھر سے نکلے اور منیٰ کے پاس عقبیٰ میں ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ اچانک آپ کی نظر اہل یثرب پر پڑی۔ جنہوں نے آپ کو دیکھ کر نہایت محبت اور اخلاص سے آپ کا استقبال کیا۔ اس بار یہ بارہ احباب تھے۔ جو ہر دو قبیلہ اوس اور خزرج میں سے آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے الگ ہو کر ملاقات فرمائی اور انہوں نے یثرب کے حالات سے اطلاع دی اور اس بار سب نے باقاعدہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ یہ بیعت تاریخ میں بیعت عقبیٰ اولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔

پھر اگلے سال ۱۳ نبوی میں حج کے موقعہ پر اوس ور خزرج کے بہتر (۷۲) اشخاص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مدینہ سے آئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ چنانچہ آپ نے ان سے ملاقات کیلئے رات کا وقت مقرر فرمایا اور فرمایا کہ یہ ملاقات عقبیٰ کی گھاٹی میں ہوگی تا کہ قریش مکہ کو اسکی اطلاع نہ ہو۔ چنانچہ آپ مقررہ وقت پر اپنے چچا حضرت عباسؓ کو اپنے ہمراہ لیکر پہنچ گئے ادھر سے یثرب کا قافلہ بھی آپہنچا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قافلہ کے مابین آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے تعلق سے بات چیت ہوئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام ذمہ داریوں سے انہیں آگاہ کیا جو ہجرت کے نتیجہ میں مدینہ پہنچنے پر ان پر عائد ہوتی تھیں۔ دوران گفتگو عبد اللہ بن رواحہ بولے یا رسول اللہ! ان ذمہ داریوں کی بجا آوری کے نتیجہ میں ہم کو کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا: 'رضوان اللہ اور جنت' عبد اللہ بے اختیار بولے۔ تو بس اب پھر سودا ہو گیا۔ پھر سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب بیعت ہو چکی تو آپ نے ان بہتر اشخاص میں سے بارہ نقیب منتخب فرمائے اور ان کو اپنے اپنے قبیلہ کا نگران مقرر فرمایا اور تبلیغ کے متعلق ہدایات دیں اور اس طرح اس مجلس کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔

پھر جب یہ قافلہ مکہ سے مدینہ پہنچا تو آپ نے مکہ کے مظلوم مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ جو جا سکیں سب یثرب کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں سوائے معدود چند کے قریباً سب مسلمان مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے۔ جب مہاجرین مدینہ پہنچتے انصار بڑی گرم جوشی کے ساتھ ان کا استقبال کرتے اور انہیں اپنے گھروں میں بطور مہمان ٹھہراتے انصار نے مہاجرین کے ساتھ اپنے حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر حسن سلوک کیا۔ چنانچہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین کو انصار کی تعریف مین رطب اللسان پایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ میں تھے۔ ایک طرف قریش مکہ دار الندوہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ تیار کر رہے تھے اور دوسری طرف خدا محبوب خدا کے خلاف قریش کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے:

وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔

ترجمہ: اور یاد کر جب کفار تیرے متعلق منصوبے تیار کرتے تھے کہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلا وطن کر دیں اور خوب منصوبے گانٹھ رہے تھے مگر اللہ نے اپنی جگہ تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

چنانچہ رات سخت تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ظالم قریش نے ننگی تلواروں کے ساتھ آپ کے مکان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور انتظار تھا کہ صبح ہو تو آفتاب رسالت کو ہمیشہ کے لئے غروب کر دیا جائے۔ محبوب الٰہی، مالک کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نام لیکر اسی کے منصوبہ کے تحت، اسی کی تدبیر کے مطابق گھر سے نکل پڑے اور خوں خوار ظالموں کے درمیان سے نکل گئے اور ان کو خبر تک نہ ہوئی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے ساتھ ملے اور دو افراد پر مشتمل یہ قافلہ مکہ سے مدینہ کی طرف چل پڑا۔

آٹھ روز کے تیز سفر کے بعد راستہ میں مختلف جگہ ٹھہرتے ہوئے ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴ نبوی کو پیر کے دن آپ مدینہ کے پاس پہنچے۔ ادھر اہل یثرب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی سے متعلق خبر پہنچ چکی تھی۔ وہ ہر روز مدینہ سے باہر آپ کے استقبال کے لئے جاتے اور انتظار کرتے مگر جب دھوپ تیز ہونے لگتی تو مایوس ہو کر واپس لوٹ آتے۔ اس دن بھی وہ دور تک آپ کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے مگر چونکہ دن بہت چڑھ آیا تھا اسلئے آج بھی وہ مایوس ہو کر واپس جا رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی نے جو ایک بلند مقام پر کھڑا تھا دور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو آتے دیکھا اور زور سے پکار کر کہا "اہل عرب جن کا تم راہ دیکھ رہے ہو وہ یہ آتا ہے" محبوب الٰہی کے فدائیوں کے کان میں یہ آواز ابھی پہنچی ہی تھی کہ مدینہ کا میدان تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا۔

7- مدینہ میں قیام فرما ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی مشرکین کو جو اب تک ایمان کی دولت سے محروم تھے۔ اسلام کی دعوت دی۔ ابھی مدینہ میں آئے ہوئے چند ہی دن گزرے تھے کہ آپ کی تبلیغ سے بہت سے لوگ ایمان لائے اور اب مدینہ دنیا کا پہلا شہر تھا جس میں خالصۃً خدائے واحد کی عبادت قائم کی گئی۔ اور اس وقت دنیا کے پردہ پر اس شہر کے سوا اور کوئی شہر یا گاؤں خالصۃً خدائے واحد کی عبادت کرنے والا نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کتنی بڑی خوشی اور کتنی عظیم الشان کامیابی تھی کہ خدا نے آپ کے ذریعہ سے ایک شہر کو پورے طور پر خدائے قادر کا پرستار بنا دیا۔ جس میں کسی اور بت کی پوجا نہیں کی جاتی تھی۔

مدینہ میں تشریف آوری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ایک تاریخی مسجد کی بنیاد رکھی جو گویا نماز کے علاوہ اہم دینی کاموں کی بجا آوری بشمول تبلیغ اسلام کا مرکز تھا۔

اب تک اسلام میں داخل ہونے والوں میں غالباً مسیحی تو تھے مگر یہودی کوئی نہ تھا۔ اب ہجرت کے بعد یہودیوں میں سے بہت تھوڑے سے لوگ ایمان لائے لیکن یہ قوم بھی بالکل محروم نہیں رہی۔ سب سے پہلا یہودی جو مشرف باسلام ہوا اس کا نام حصین بن سلام تھا۔ یہ شخص مدینہ میں اپنے علم و فضل کی وجہ سے بہت اثر رکھتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ اسی زمانہ میں سلمان فارسی بھی مسلمان ہوئے جو ابتداء میں زرتشتی مذہب کے پیرو تھے یہ وہی مسلمان تھے جن کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا۔ سلمان منا اھل البیت نیز امام مہدی کے ظہور کی بشارت بھی انہیں کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر دی تھی۔ انہیں ایام میں خالد بن ولید اور عمرو بن العاص کو بھی ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔ اسلام میں ان دونوں کے کارنامے کسی تعارف کے محتاج نہیں:

8- مبلغ اعظم سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں 13 سال تک توحید کی منادی کی اور اسکی خاطر ظالم قریش نے اس قدر دکھ دیا کہ اگر کوئی اور ہوتا تو بلاشک و شبہ خودکشی کر لیتا۔ ہر ظلم و ستم جو قریش کر سکتے تھے کیا۔ حتی کہ جینا دو بھر کر دیا۔ آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تا کہ امن و سکون سے اپنے مولیٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچائیں۔ وطن چھوڑ دیا مگر وطن کے ظالموں اور خونخواروں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ یہاں بھی تبلیغ حق کی جازت نہ دی۔ ہجرت سے لیکر صلح حدیبیہ تک تقریباً چھ سال تک مختلف غزوات اور جنگوں میں آپ کو گھسیٹا مگر کیا یہ غزوات اور جنگ آپ کو آپ کے فرض منصبی سے غافل کر سکے؟ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ جب کبھی ظالموں نے آپ کے لئے جنگ کا میدان ہموار کیا اور چاہا کہ اس کے ذریعہ توحید اور توحید کے علمبرداروں کے نام و نشان تک کو مٹا دیں تو تاریخ شاہد ہے کہ خدائے واحد و یگانہ کے اس عاشق صادق نے اسی میدان جنگ کو توحید اور توحید کے علمبرداروں کی عظمت کا نشان بنا دیا۔

چنانچہ ہجرت کا تیسرا سال تھا اور شوال کا مہینہ۔ کفار مکہ نے احد کے میدان میں تین ہزار جرار لشکر کے ساتھ توحید اور توحید کے علمبرداروں کے خلاف جنگ کی کمند ڈال دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی کماحقہ پیروی نہ کرنے کی وجہ سے اسلامی لشکر کو بہت نقصان اٹھانا پڑا خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے۔ روایت آتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں سے جب خون بہہ رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

"کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوْا وَجْہَ نَبِیِّھِمْ بِالدَّمِ وَھُوَ یَدْعُوْھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ۔ (ابن ہشام)

کہ وہ قوم کس طرح نجات پائے گی جس نے اپنے نبی کے منہ کو اسکے خون سے رنگ دیا اس جرم میں کہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ احد کے درہ میں تشریف فرما تھے۔ لڑائی ختم چکی تھی۔ کفار کے لشکر میں یہ بات عام ہو چکی تھی کہ نعوذ باللہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے قتل کر دیا ہے۔ ابو سفیان مسلمانوں کے اس مجمع کے قریب آکر بولا کہ مسلمانو! کیا تم میں محمد (صلعم) ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب دینے سے منع فرمایا پھر اسکے بعد اس نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی نسبت پوچھا پھر بھی آپ نے خاموش رہنے کا حکم دیا۔ کیونکہ جواب دینا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ کفار کا پلہ بھاری تھا۔ بہت ممکن تھا ابو سفیان دوبارہ حملہ آور ہو جاوے اور مزید جانیں تلف ہو جائیں۔ غرض جواب دینا کسی بھی حالت میں درست نہ تھا۔ جب مسلمانوں کی طرف سے ابو سفیان کو کوئی جواب نہ ملا تو فخریہ انداز میں توحید کے پرستار کے روبرو احد کے میدان میں اُعلُ ھُبَل کا نعرہ لگایا۔ توحید کے مقابلہ میں بت کی بلندی کی آواز کان میں پڑنی تھی کہ خدا کا عاشق تڑپ گیا اور فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے جواب دو پھر کیا تھا اللہ اعلیٰ و اجل کے نعرہ سے احد کی فضاء گونج اٹھی۔ پھر کہیں خدا کے اس فدائی کو ہاں ہمارے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون ملا۔ حضرات! یہ ہے انداز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا۔ سوال اپنے متعلق ہوا تو نازک حالات جواب سے مانع تھا۔ سوال جب ساتھیوں کے متعلق ہوا تو جانوں کے تلف ہونے کا خطرہ لاحق تھا۔ خاموش رہنے کا حکم دیا۔ مگر جب خدا کا سوال آیا تو نہ اپنے جان کی پرواہ رہی اور نہ ساتھیوں کی امان کی فکر۔ خدا کی قسم!!! اپنے رب کا اتنا بڑا عاشق۔ اس طور کا فدائی اور اپنے رب کے لئے اتنا عظیم جان باز کوئی نہیں پیدا ہو۔ کوئی مثال دنیا نہیں پیش کر سکتی۔ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ خدا کے دین کی خاطر خدا کے مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جان تک کی بازی لگا دی۔

9- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیوں میں آپ کے حسن سلوک اور حسن تدبیر کو بھی نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ آپ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر بسا اوقات پتھر دل موم بن کر آستانہ الٰہی پر پگھل جاتے اور اکڑی گردنیں رب کریم کے حضور اس طور پر جھک جاتیں کہ جیسے ان میں کبھی اکڑ تھی ہی نہیں اور اشد ترین دشمن اس طور پر دوست بن جاتے کہ ان سے بڑھ کر کوئی دوست نہ ہوتا۔ بطور مثال ایک تاریخی شہادت ملاحظہ ہو۔

یمامہ کا رئیس ثمامہ بن اثال اسلام کے اشد ترین دشمنوں میں سے تھا اور اسلام کی عداوت میں اس قدر آگے بڑھا ہوا تھا کہ مسلمانوں کے قتل کے درپے رہتا تھا۔ ۶ ہجری میں محمد بن سلم نے اسے قید کر کے دربار نبوی میں حاضر کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا باوجود اس کے کہ ثمامہ نے ایک بار حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا بھی ارادہ کیا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے حسن کو عملی جامہ پہنا کر ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ ثمامہ کو مسجد نبوی میں ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز اس کا حال دریافت فرماتے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتا رہا کہ اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو یہ آپ کا حق ہے کیونکہ میرے خلاف خون کا الزام ہے۔ اگر احسان کریں تو آپ مجھے شکر گزار پائیں گے اور اگر آپ فدیہ لینا چاہیں تو میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے روز فرمایا کہ اسے کھول کر آزاد کر دو۔ ثمامہ جلدی جلدی مسجد سے باہر نکل گیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ اب یہ اپنے وطن چلا جائے گا مگر ثمامہ کا دل مفتوح ہو چکا تھا۔ وہ جلدی نہا دھو کر واپس آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک وقت تھا کہ مجھے تمام دنیا میں آپ کی ذات سے اور آپ کے دین سے اور آپ کے شہر سے سب سے زیادہ دشمنی تھی لیکن اب آپ کی ذات، آپ کا دین اور آپ کا شہر سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ ثمامہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے آدمیوں نے جس وقت مجھے آپکڑا میں اس وقت خانہ کعبہ کے عمرہ کیلئے جا رہا تھا۔ اب حضور کا کیا ارشاد ہے۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ ثمامہ نے مکہ پہنچ کر برملا تبلیغ شروع کر دی۔ اس پر قریش کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ انہوں نے ثمامہ کو قتل کے ارادہ سے گھیر لیا۔ مگر یہ سوچ کر کہ وہ یمامہ کا رئیس ہے اور یمامہ کے ساتھ مکہ والوں کے گہرے تجارتی تعلقات ہیں وہ اس خیال سے باز رہے اور ثمامہ کو برا بھلا کہہ کر چھوڑ دیا مگر ثمامہ کی طبیعت میں سخت جوش تھا۔ اس نے مکہ سے رخصت ہوتے وقت قریش سے کہا:

”خدا کی قسم آئندہ یمامہ کے علاقہ سے تمہیں غلہ کا ایک دانہ نہ آئے گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی اجازت نہ دیں۔“

وطن پہنچ کر ثمامہ نے واقعی مکہ کی طرف قافلوں کی آمد و رفت روک دی۔ چونکہ مکہ کی خوراک کا بڑا حصہ یمامہ سے آتا تھا اسکی وجہ سے قریش مکہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ انہوں نے گھبرا کر اپنے رئیس ابو سفیان بن حرب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوا کر رحم کے طلبگار ہوئے۔ جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ بن اثال کو ہدایت بھجوا دی کہ ان قافلوں کی روک تھام نہ کی جائے۔ چنانچہ اس طرح ملہ والوں کو مصیبت سے نجات ملی۔ ثمامہ خلافت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے انتخاب کے بعد مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے وقت پختگی سے اسلام پر قائم رہے بلکہ بہت سے لوگوں کو مسیلمہ کذاب کے شر سے محفوظ رکھ کر اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع رکھا۔

10- صلح حدیبیہ کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلوار کے جہاد سے کسی قدر فرصت ملی تو علاوہ عرب میں تبلیغ کرنے کے آپ نے اسلام کے عالمگیر مشن کے پیش نظر عرب کے اردگرد کے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط بھجوانے کی تجویز کی تا جہاں انہیں اسلام کی حقیقت سے آگاہی ہو وہاں رعایا کو بھی اسلام کا پیغام پہنچ جائے اور یہی آپ کی بعثت کی اصل غرض تھی۔ چنانچہ آپ نے اس بارہ میں اپنے صحابہ سے مشورہ کیا۔ جب مشورہ میں آپ سے عرض کیا گیا کہ دنیوی باشاہوں کا یہ عام دستور ہے کہ وہ مہر شدہ خط کے بغیر کسی اور خط کی طرف توجہ نہیں دیتے ہیں تو آپ نے ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی جن میں محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ کروائے گئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ تدبیر جو تبلیغ کے لئے مفید ہو اسے اختیار کرنا جادلھم بالتی ھی احسن کے مطابق مستحسن ہے۔ یہ خطوط آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے چاروں اطراف کے بادشاہوں کے نام بھجوائے یعنی شمال میں روما کی مشہور سلطنت کے شہنشاہ قیصر کے نام اور شمال مشرق میں فارس کی مشہور سلطنت کے شہنشاہ کسریٰ کے نام اور عرب کے شمال مغرب میں مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام اور مشرق میں یمامہ کے رئیس ہوزۃ بن علی کے نام اور مغرب میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام جو عرب کے مقابل پر براعظم افریقہ میں ایک عیسائی حکومت تھی اور شمال میں عرب کے حدود کے ساتھ متصل ریاست غسان کے حاکم کے نام جو قیصر کے ماتحت تھا۔ اسی طرح ایک خط آپ نے عرب کے جنوب میں یمن کے رئیس کی طرف بھجوایا تھا اور ایک خط عرب کے مشرق میں بحرین کے والی کی طرف بھی لکھا تھا۔

ہرقل قیصر روما کے نام اپنے خط پہنچانے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہوشیار اور مخلص صحابی دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو منتخب فرمایا اور اسے آپ نے اس مہم پر روانہ کرنے سے قبل یہ بشارت دی کہ خواہ وہ کامیاب ہو یا نہ ہو انشاء اللہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے اسے ہدایت فرمائی کہ میرا یہ خط پہلے کسریٰ کے رئیس کے پاس لے جاؤ جو عرب کے شمال میں قیصر کی طرف سے گویا موروثی گورنر یا حاکم تھا اور پھر اس کے توسط سے قیصر کے پاس پہنچو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق کار انتہائی دانشمندی اور حسن تدبیر کا نمونہ تھا کیونکہ آپ کو ان درباروں کے آداب کا علم تھا اور آپ کے پیش نظر قرآنی ہدایت:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (سورہ طٰہٰ) تھی قیصر روم کیلئے یہ خط بھاری امتحان ثابت ہوا۔ دوران تحقیقات ان الفاظ میں اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے بارہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

”اے عرب کے لوگو! میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ (مدعی ناقل) تم میں سے ہوگا اور اگر وہ باتیں جو تم نے مجھ سے بیان کی ہیں درست ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں کہ یہ شخص اس زمین پر جو اس وقت میرے دو قدموں کے نیچے ہے ضرور قابض ہو کر رہے گا اور اگر مجھے توفیق ملے تو میں اسکی ملاقات کیلئے پہنچوں اور اگر میں اس کے پاس پہنچوں تو اس کے قدموں کو دھو کر راحت پاؤں۔“

ابو سفیان کا بیان ہے کہ اس کے بعد قیصر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور اسے دربار میں پڑھنے کا حکم دیا جسکی عبارت یہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

من محمد عبد الله و رسوله الیٰ هرقل عظيم الروم۔ سلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔ اما بعد فانی ادعوك بداعية الاسلام اسلم تسلم و اَسْلم يوتك الله اجرك مرتين۔ فان توليت فعليك اثم الاريسيين۔ و يا اهل الكتاب تعالوا الیٰ كلمة سوآءٍ بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيأ و لا يتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون الله۔ فان تولّوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون۔

ترجمہ: میں اللہ کے نام کے ساتھ اس خط کو شروع کرتا ہوں جو بے مانگے رحم کرنے والا اور اعمال کا بہترین بدلہ دینے والا ہے۔ یہ خط محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے روما کے رئیس ہرقل کے نام ہے۔ سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کو قبول کرتا ہے۔ اسکے بعد اے رئیس روما! میں آپ کو اسلام کی ہدایت کی طرف بلاتا ہوں۔ مسلمان ہو کر خدا کی سلامتی کو قبول کیجئے کہ اب یہی صرف نجات کا راستہ ہے۔ اسلام لائیے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کا دوہرا اجر دیگا۔ اگر آپ نے روگردانی کی تو یاد رکھیئے کہ آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ کی گردن پر ہوگا اور اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی صورت میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں اور خدا کو چھوڑ کر اپنے میں سے کسی کو اپنا آقا اور حاجت روانہ گردانیں۔ پھر اگر ان لوگوں نے روگردانی کی تو ان اس کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو بہر حال خدائے واحد کے دامن کے ساتھ وابستہ اور اس کے فرمانبردار بندے ہیں۔

ابو سفیان روایت کرتا ہے کہ اس خط کے پڑھے جانے کے بعد دربار میں رومی رئیسوں کی آوازیں بلند ہونی شروع ہو گئیں۔ اس وقت ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم باہر چلے جائیں۔ جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر آیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ستارہ تو بہت بلند ہوتا نظر آتا ہے۔ کیونکہ روما کی حکومت کا بادشاہ اس سے خوف کھا رہا ہے۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے آپ کو نیچا اور ہیٹا محسوس کرتا رہا اور میرا دل اس یقین سے پر تھا کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالب ہو کر رہے گا۔“

ہرقل نے دربار میں بچشم خود دیکھا کہ رؤسا ہدایت کو قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ دوسرے موقعہ پر پھر اس نے رؤسا کو مخاطب کر کے ان سے کہا کہ:

”اے میری مملکت کے سردارو! اگر تمہیں اپنی فلاح اور بہبودی منظور ہے اور تم تباہی سے بچ کر ترقی کا راستہ دیکھنا چاہتے ہو اور اپنے ملک کو ہلاکت سے بچانے کے خواہاں ہو تو میرا یہ مشورہ ہے کہ اس نبی کو قبول کر لو جو عرب کی سرزمین میں مبعوث ہوا ہے۔“

یہ سن کر اس کے درباری ایسے بھڑے جیسے جنگل کا گورخر بھڑتا ہے اور دربار سے فرار اختیار کرنے کے لئے دروازوں کی طرف بڑھے جو ہرقل نے دانائی سے بند کروا کے رکھے تھے۔ اس پر ہرقل

نے متکبر رئیسوں اور پادریوں کو واپس بلایا اور ان سے محبت کے انداز میں کہا کہ میں نے تو صرف تمہارا امتحان لیا تھا۔ شکر ہے تم پختہ نکلے۔ اس پر وہ خوش ہو گئے اور اس کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ غرض اس طرح ہر قل اپنی زندگی کے بھاری امتحان میں فیل ہو گیا۔ لیکن ہر قل والے خط سے یہ سبق ضرور ملتا ہے کہ سچی روح کی قربانی کے بغیر کوئی بڑی صداقت قبول نہیں کی جاسکتی۔ ہر قل کے سوال و جواب جو اس نے ابو سفیان سے کیئے تھے اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ غیر معمولی عقل و دانش کا انسان تھا۔ جس نے سلسلہ رسالت اور ایمانیات کا بہت گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ اسکے درباریوں کو حسن تدبیر سے ہم خیال بنانے کی کوشش بھی اس کے جذبہ دینداری کی دلیل ہے۔ مگر بایں ہمہ وہ ایمان کی نعمت سے محروم رہا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت سن کر بجا فرمایا تھا جو حرف بحرف زبردست پیشگوئی کے رنگ میں پورا ہوا۔

اما ھولاء فیمزقون و اماھولاء فسیکون، لھم بقیۃ (زرقانی جلد:۳، صفحہ ۳۴۲) یعنی ایرانی حکومت تو فوراً پاش پاش کر دی جائے گی مگر رومی حکومت کو خدا کچھ مہلت عطا کریگا۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر قل نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تبلیغی خط کو ایک تبرک کے طور پر اپنے پاس محفوظ رکھا اور وہ کئی سو سال تک اس کے خاندان میں محفوظ رہا۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ جب شاہ منصور تلاون جو ساتویں صدی ہجری میں گزرا ہے کے بعض سفیر ایک دفعہ ملک الفرنج کے پاس گئے تو اس وقت ملک مذکور نے انہیں دکھانے کے لئے ایک سنہری ڈبہ منگوایا اور اس کے اندر سے ایک ریشمی رومال میں لپٹا ہوا خط نکال کر انہیں دکھایا۔ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۲ صفحہ ۸۷-۶۸۰)

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کے نام اپنا تبلیغی خط بحرین کے گورنر کے توسط سے اپنے ایک مخلص صحابی عبد اللہ بن حذافہ کے ذریعہ بھجوایا تھا۔ جب ترجمان نے یہ خط اسے سنایا تو اس نے یہ کہتے ہوئے خط کو ریزہ ریزہ کر دیا کہ میرا غلام ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا ہے۔ روایت آتی ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسریٰ کی اس حرکت کی اطلاع پہنچی تو آپ نے دینی غیرت کے جوش میں فرمایا:

"خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کرے"

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اما ھولاء فیمزقون کہ اب یہ لوگ خود ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔ کسریٰ نے یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ اپنے گورنر کو حکم دیا کہ دو طاقتور آدمی بھجواؤ جو اسے گرفتار کر کے ہمارے سامنے حاضر کریں۔ جب یہ نمائندے مدینہ پہنچے تو انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق احسن سمجھایا کہ بہتر ہو آپ ہمارے ساتھ چلیں ورنہ کسریٰ آپ کے ملک اور قوم کو تباہ کر دیگا۔ آپ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور جواب میں اسلام کی تبلیغ کی اور فرمایا آج رات ٹھہرو میں انشاء اللہ تمہیں کل جواب دونگا۔ دوسرے دن وہ جواب کے لئے آئے تو حضور نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"ابلغا صاحبکما ان ربی قتل ربہٗ فی ھذہ اللیلۃ"

یعنی اپنے آقا (والی یمن) سے جاکر کہہ دو کہ میرے رب یعنی خدائے ذوالجلال نے اس کے رب یعنی کسریٰ کو آج رات قتل کر دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب نہایت شان کے ساتھ سچا ثابت ہوا۔

علاوہ قیصر و کسریٰ کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس مصر کے نام اپنا تبلیغی خط اپنے بدری صحابی حاطب بن بلطعہ کے ہاتھ بھجوایا اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی خط حضرت عمرو بن امیہ لے گئے تھے۔ پھر اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پانچواں تبلیغی خط غسان کے رئیس کے نام اپنے ایک مخلص صحابی شجاع بن وھب کے ہاتھ بھجوایا۔ اور اسکے بعد حضرت سلیط بن عمرو نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک تبلیغی خط یمامہ کے رئیس کے سامنے پیش کیا۔

13- صلح حدیبیہ کے بعد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھنے کے علاوہ قرب وجوار میں تبلیغی سرگرمیاں جاری رہیں اور انہیں ایام میں باہر سے وفود تلاش حق کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ انہیں اسلام کی تبلیغ کرتے چنانچہ:

اہل طائف نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوہ تبوک میں غیر معمولی کامیابی کی خبر سنی تو انہیں یہ یقین ہو گیا کہ اگر آپ کے ساتھ خدائی طاقت نہ ہوتی تو ایسی عظیم الشان کامیابی ممکن نہ ہوتی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سردار عبدیالیل بن عمرو کو اپنا نمائندہ بنا کر مدینہ بھیجا۔ مدینہ پہنچنے پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی بڑی عزت کی اور اس کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں خیمہ نصب کروادیا۔ اس نے اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے وطن واپس چلا گیا۔ (ابوداؤد)

انہیں دنوں بنی تمیم کا وفد بھی متلاشیان حق بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور صداقت کو پرکھنے کے لئے جو معیار انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا وہ بھی اپنے رنگ میں ایک نرالا معیار ہے۔ انہوں نے اپنے خطیب اور شاعروں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب اور شاعروں کے مقابلہ میں پیش کیا اور جب اسلامی خطیب اور شاعر نے نہایت سادہ مگر پر اثر انداز میں توحید الٰہی اور تبلیغ اسلام کا مضمون ادا کیا تو بنی تمیم پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ انہوں نے اپنی گردنیں خدا احد و یگانہ کے حضور جھکا دیں اور مسلمان ہو گئے۔

پھر نجران کے عیسائیوں کا وفد بھی انہیں دنوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں ستر کے قریب آدمی تھے۔ حسب معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وفد کے ساتھ حسن سلوک فرمایا اور انہیں مسجد نبوی میں اتارا۔ جب بحث کرتے کرتے اتوار کا دن درمیان میں آگیا تو آپ نے انہیں مسجد میں ہی عبادت کرنے کی اجازت دی۔ آخر جب انہوں نے واضح دلائل کو نہ مانا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مباہلہ کے لئے بلایا مگر وہ ڈر گئے اور صرف معاہدہ کر کے چلے گئے۔ (زاد المعاد ابن تمیم)

ہجرت کے دسویں سال کعب بن زبیر جو عرب کا مشہور شاعر تھا اور اسلام کا سخت مخالف تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک مشہور قصیدہ لکھ کر حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ اسی سال یمن، مہرہ، عمان، بحرین اور یمامہ کے بہت سے رؤسا نے بذریعہ خطوط یا وفد بھیج کر اسلام قبول کر لیا اور یمن کے عیسائی بھی اسی سال مسلمان ہوئے۔ بحرین کے سردار منذر کے پاس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مبلغ بھیجا جس کے پہنچنے پر بعد تحقیق فوراً مسلمان ہو گیا۔

14- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آغاز نبوت سے زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے فرض منصبی سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ خدا کا یہ برگزیدہ اور محبوب رسول ہر دور میں خدا کا پیغام پہنچاتا رہا۔ افراد نے آپ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔ پھر قبائل میں اسلام پھیلا۔ وفود آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور تبلیغی وفود باہر جانے لگے۔ دیار و امصار میں تبلیغ اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ غرض خدا کے برگزیدہ رسول نے ۲۳ سال تک خدا کا پیغام پہنچایا۔ ہر حالت میں تبلیغ کی۔ چنانچہ لاکھوں کے مجمع نے اس وقت جب کہ آپ نے حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد بلند آواز سے فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ یعنی کیا میں نے احکام الٰہی تم کو پہنچا دیا؟ یک زبان ہو کر سب نے جواب دیا ہاں ان سب نے جواب دیا جو آپ کے لیل و نہار سے واقف تھے اور آپ کے ہر حرکت و سکون سے واقف تھے۔ کہا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ کہ ہاں بے شک آپ نے پیغام الٰہی ہم تک پہنچا دیا ہے۔ پھر سرکار دو جہاں، مبلغ اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔

چنانچہ اپنے کامیاب مشن کی کامیاب تکمیل کے بعد اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو اس فانی دنیا کو چھوڑ کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

باقی

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

طالب دُعا:۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lai Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

مختصر مسائل رمضان المبارک

.........مولانا یوسف انور صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

گلستانِ روحانیت میں پھر بہار آئی ہے۔ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ رحمتوں اور برکتوں والا یہ مہینہ سب کو مبارک ہو۔

ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزار ہزار درود و سلام ہو آپ کا امّت پر یہ عظیم احسان ہے کہ آپ نے روزہ کے احکام و مسائل کو اپنی مجالس میں تفصیل کے ساتھ سمجھایا اور اس کی برکات و فضائل بھی بیان فرمائے جس سے بعد میں آنے والے سارے امّتی کماحقہٗ فائدہ اُٹھا رہے ہیں آج مسائل رمضان کے تعلق سے کچھ باتیں احادیث کی روشنی میں بیان کرنا مقصود ہے۔

نیّتِ روزہ: یاد رکھنا چاہئے کہ روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ قبل از وقت یعنی روزہ رکھنے سے پہلے روزہ کی نیّت کرے۔

آنحضرت صلعم کی حدیث ہے کہ: قَالَ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصيَام قَبْلَ الْفجرِ فَلَاصِيَامَ لَهٗ۔ (ترمذی ابواب الصوم)

آپؐ نے فرمایا جو شخص فجر سے پہلے روزہ رکھنے کی نیّت نہ کرے اس کا روزہ مکمل نہیں ہوتا۔ اسلام نے اعمال کی بنیاد نیّتوں پر رکھی ہے۔ فرمایا۔ الاعمال بالنیات کہ اعمال کا انحصار انسان کی نیّت اور ارادہ پر ہے۔ اس لئے اسلامی عبادات کے شروع کرنے کیلئے بھی اخلاص۔ نیّت اور نیک ارادہ شرط ہے۔ جب ایک مسلمان کسی خاص عبادت کی نیّت کر کے اسے ادا کرے گا تب اس کی وہ عبادت ادا ہو گی یہی بات روزہ کے بارہ میں فرمائی ہے کہ اس کیلئے نیّت کرنی چاہئے بہتر یہی ہے کہ انسان رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ اور نیّت کر کے سوئے اس کیلئے کوئی معیّن الفاظ ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیّت دراصل دل کے اس ارادہ کا نام ہے کہ وہ کس کے لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔

اگرچہ احادیث میں کوئی دُعا نیّت کیلئے مذکور نہیں تاہم ایک فقرہ رائج ہے۔ وَبِصَوم غَدٍ نَوَيْتُ مِن شَهرِ رَمَضَانَ" کہ کل صبح رمضان کے مہینہ کا روزہ رکھنے کی میں نیّت کرتا ہوں۔ اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں:-

لہٰذا روزہ رکھنے کے وقت بھی اگر آدمی مسنون طریق پر یا اپنے الفاظ میں نیّت کرلے تو بہتر ہے لیکن اگر کوئی آدمی رمضان کے روزہ کی نیّت منہ سے بول کر نہ کر سکے اور ارادہ روزہ کا ہو تو اس کا روزہ ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے ایک دفعہ ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا پی کر روزہ کی نیّت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی۔ اب میں کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیّت میں فرق نہیں۔ (بدر ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء)

سحری کے آداب: آدھی رات کو اُٹھ کر سحری کھا لینا یا بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا مسنون نہیں اصل برکت اور اتباعِ سنّت اس میں ہے کہ طلوعِ فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھا پی لے۔ اس کے بعد روزہ کی نیّت کرے۔ آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کا یہی طریق تھا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "تَسَحَّرُوا فَاِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَة سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (بخاری کتاب الصوم)

موجودہ زمانہ میں طلوعِ فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ کسی دن سورج نکلنے کا وقت نوٹ کر لیا جائے اور اس سے قریباً ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے تک سحری کھائی جائے۔ حدیث میں ہے: تَسَحَّرْنَا ثُمَّ قُمْنَا الی الصَّلوة۔ (ترمذی)

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے سحری کھانے اور نماز فجر میں تقریباً پچاس آیتیں تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔ ایک اور حدیث میں ہے:

كُنتُ أَتَسَحَّرُ فِي اَهلِي ثُمَّ تَكُونُ سُرْعَتِي اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ (بخاری) کہ سحری کھانے کے بعد نماز فجر رسول اللہ صلعم کے ساتھ پانے کیلئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: اُفق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری شمالاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے اگر اپنی طرف سے احتیاط ہو اور کوئی بعد میں کہے کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی تو روزہ ہو جاتا ہے"۔ (الفضل ۲۸ جولائی ۱۹۱۴ء)

سحری کے متعلق ایک جگہ حضور صلعم نے فرمایا۔ سحری کیا کرو خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو۔ (الجامع الصغیر الجزالاوّل)

افطاری کے آداب: حدیث میں ہے: اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَ اَدْبَرَ النَّهَارُ وَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَد اَفْطَرَ الصَّائِمُ (ترمذی صفحہ ۲۸)

جب دن چلا جائے رات آجائے سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کر لو۔ غروب آفتاب کے ایک دو منٹ بعد روزہ افطار کر لینا چاہئے غیر معمولی تاخیر درست نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَايَزَالُ النَّاسُ بخيرِ ما عَجَّلُوا الفِطْرَ۔ (بخاری)

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

اسی طرح حضور صلعم نے فرمایا کہ دینِ اسلام اس وقت تک مضبوط رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے تھے اور ستاروں کے نکلنے تک روزہ نہیں کھولتے تھے۔ (ابوداؤد) ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو (جب افطاری کا وقت ہو جائے تو وہ) سب سے جلدی افطاری کرتے ہیں۔ (ترمذی)

روزہ کی افطاری کا وقت بہت بابرکت گھڑی ہوتی ہے حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہو گی جب روزہ کی وجہ سے خدا سے اس کا لقاء ہو گا۔ (بخاری)

اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ لوگوں کو (آگ سے) آزاد اور بری فرماتا ہے اور یہ (عمل) روزانہ شام کو ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ) پس افطاری کے وقت ضرور دُعا کرنی چاہئے بلکہ چند منٹ پہلے وضو کر کے بیٹھ کر روزہ دار اپنے خدا سے اپنی مرادیں مانگے یہ بہترین وقت ہے۔ روزہ افطار کرنے کی مختصر اور مشہور دُعا جو حضور ﷺ سے مروی ہے۔ وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد) کہ اے اللہ تیری خاطر میں نے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر مَیں افطار کرتا ہوں۔ بعض دیگر احادیث میں کچھ اور زائد الفاظ بھی اس دُعا کے ساتھ آئے ہیں۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے

روزہ کھجور، پانی، دودھ سے کھولنا مسنون ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک **حضور** صلعم کے خاص خادم بیان کرتے ہیں کہ **حضور صلعم** نماز مغرب سے قبل تازہ کھجور کے چند دانوں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجور میسّر نہ ہوتی تو خشک کھجور کھا کر ہی روزہ کھول لیتے اگر خشک کھجور بھی نہ ملتی تو پانی کے چند چلّو بھر کر افطاری کر لیتے (ترمذی) بلکہ ایسی سادہ افطاری کی تلقین فرمائی کہ جب تم میں سے کوئی افطاری کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ یہ بہت خیر و برکت رکھتی ہے۔ اور اگر کھجور میسّر نہ ہو تو پانی سے روزہ کھولے جو طہارت مجسّم ہے۔ (ترمذی) آنحضرت صلعم نے فرمایا جو روزہ افطار کرائے اُسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن تین چیزوں سے روزہ دار کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۔ سینگی لگوانا ۲۔ قے آنا اور احتلام ہونا اس سلسلے میں فقہانے ایک عمومی اصول لکھا ہے کہ جسم سے کوئی چیز خارج ہونے سے وضو ٹوٹتا ہے اور روزہ جسم میں کوئی چیز داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے۔ یعنی انسان کوئی چیز جان بوجھ کر کھا پی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح روزہ کی حالت میں میاں بیوی کے مخصوص تعلقات قائم کرنے سے روزہ قائم نہیں رہتا انیما کرانے اور ٹیکہ لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔۔۔ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (البقرہ) یہ اللہ کی قائم کردہ حدیث میں ان کے قریب مت جاؤ۔ جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن اگر بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضاء نہیں۔

رمضان کا روزہ عمداً توڑنے والے کیلئے اس روزہ کی قضاء کے علاوہ کفّارہ (یعنی بطور سزا) ساٹھ روزے متواتر رکھنا بھی واجب ہے۔ اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا اکٹھے بٹھا کر یا متفرق طور پر یا ایک غریب کو ہی ساٹھ دن کے کھانے کا راشن دے دینا یا اس کی قیمت ادا کرنا کافی ہے۔ اگر کھانا کھلانے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اُسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اُس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ (بخاری)

اگر کوئی غلطی سے رمضان کا روزہ کھولے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اس روزہ کی قضاء ضروری ہے۔ اگر روزہ دار ہونے کی صورت میں عورت کے خاص ایّام شروع ہو جائیں۔ روزہ ختم ہو جائے گا البتہ بعد میں ان ایّام کے روزوں کی قضاء واجب ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔" (بخاری) اگر بلا اختیار حلق میں یا پیٹ میں مسواک گرد و غبار مکھی۔ مچھر کلی کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں پانی جانے یا دوا ڈالنے بلا اختیار قے آنے آنکھ میں دوا ڈلوانے نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، چیچک کا ٹیکہ لگوانے۔ مسواک یا بُرش کرنے خوشبو سونگھنے، ناک میں دوا چڑھانے، سر یا داڑھی پر تیل لگانے، بچے یا بیوی کا بوسہ لینے، دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کر سکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے۔ مرد کے بارے میں آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے:-

لَاتَكْتَحِلْ بِالنَّهَارِ وَاَنْتَ صَائِمٌ وَاكْتَحِلْ لَيْلًا۔ (مسند دارمی باب الکحل

باقی صفحہ (۱۱) کالم (3) پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ کونگو کے ساتویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

جماعت احمدیہ کونگو (کنشاسا) کا ساتواں جلسہ سالانہ کہ مورخہ ۲۸ اگست اور ۲۹ اگست بروز ہفتہ اور اتوار منعقد ہوا۔

مورخہ ۲۸ اگست بروز ہفتہ ۱۱ بجے صبح جلسہ سالانہ کا افتتاح مکرم مبشر احمد صاحب ظفر، امیر جماعت احمدیہ کونگو (کنشاسا) نے فرمایا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد افتتاحی خطاب میں امیر صاحب نے نظام جماعت پر تقریر فرمائی اور دعا کروائی۔ اس دفعہ پہلی بار لوائے احمدیت اور کونگو کا قومی جھنڈا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لہرایا گیا۔ دوسرے اجلاس میں خاکسار نے جلسہ سالانہ یو کے کے تاثرات اور حضور انور ایدہ اللہ کی تقاریر کا خلاصہ پیش کیا اور رات کو سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی۔

دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز نماز تہجد سے ہوا اور نماز فجر کے بعد درس قرآن اور حدیث ہوا۔

دوران جلسہ جن موضوعات پر تقاریر ہوئیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ تربیت اولاد، ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن میں، ۳۔ آنحضرت ﷺ کا مقام و مرتبہ، ۴۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ۵۔ اسلام میں خدا کا تصور۔

اختتامی اجلاس ۱۱ بجے شروع ہوا۔ جلسہ سالانہ کا اختتام ۴ بجے دعا کے ساتھ ہوا جو کہ مکرم امیر صاحب نے کرائی۔

دوسرے دن کی کارروائی ایک بڑے ہال میں ہوئی جو اللہ کے فضل سے حاضری کی وجہ سے کم پڑ گیا۔ اس جلسہ کی کل حاضری ۶۹۷ تھی جن میں غیر از جماعت دوست ۳۸۹ تھے۔

(رپورٹ: مجب اللہ خالد
کونگو کنشاسا)

بقیہ: مسجد بیت الفتوح کا سنگ بنیاد

اب دوسرے مرحلہ پر مسجد کا کام شروع کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ۱۹ اکتوبر بروز منگل قبل از دوپہر ایک سادہ اور پروقار تقریب میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الفکر قادیان سے لائی گئی ایک اینٹ پرسوز دعاؤں کے ساتھ اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد میں رکھی۔ امید ہے کہ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر اس میں ۱۲۹۰۰ افراد نماز ادا کر سکیں گے۔ ضرورت پڑنے پر اس سے ملحقہ ہالز میں بھی نماز ادا کی جا سکے گی اور یوں مجموعی طور پر اس جگہ پانچ ہزار نمازیوں کے لئے گنجائش ہو گی۔

اس موقعہ پر منعقدہ تقریب میں برطانیہ بھر کی جماعتوں سے نمائندگان مدعو تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تشریف آوری اور کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا آغاز ہوا جو مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم بلال ایٹکنسن صاحب نے پڑھا۔ پھر حضور ایدہ اللہ نے ان احباب و خواتین کے اسماء پڑھ کر سنائے جنہیں حضور ایدہ اللہ کے بعد بنیاد میں اینٹیں رکھنے کا شرف عطا ہونا تھا۔ وہ فہرست حسب ذیل ہے:

مکرم و محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، مکرم و محترم عطاء المجیب صاحب راشد نائب امیر و مبلغ انچارج برطانیہ، مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب (خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے)، مکرم محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ (چیئرمین بیت الفتوح کمیٹی)، مکرم و محترم رفیق احمد حیات صاحب (صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ)، مکرم و محترم ابراہیم احمد نونن صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ)، مکرمہ و محترمہ قانتہ شاہدہ راشد صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ)، مکرمہ و محترمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ (خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے)۔

برطانیہ میں مقیم مختلف قومیتوں کی نمائندگی میں جن احباب کے نام اس فہرست میں شامل تھے ان میں مکرم و محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ سابق مبلغ سلسلہ، مکرم و محترم محمد عثمان چینی صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم و محترم بی کے آڈو صاحب سابق سفیر غانا، مکرم و محترم طاہر سلبی صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم و محترم منیر عودہ صاحب اور مکرم و محترم راویل بخاریو صاحب شامل تھے۔

اس مبارک موقعہ پر قادیان اور ربوہ میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے پانچ پانچ بکروں کی قربانی کا اہتمام بھی کیا گیا۔

اس مبارک تقریب میں شمولیت کرنے والوں کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے بالخصوص حضور انور کی تشریف آوری پر خوشی و مسرت کی کیفیت ناقابل بیان تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب انتظامات سادگی اور وقار کے ساتھ نہایت احسن رنگ میں سرانجام پائے۔

خوشی کے اس موقعہ پر تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو ہر لحاظ سے بہت بابرکت بنائے اور اس کی تعمیر کے تمام مراحل بخیر و خوبی انجام پائیں۔

بقیہ صفحہ ۱۵

للصائم) اے عزیز بحالت روزہ دن کو سرمہ نہ لگا، البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس سلسلے میں فرمایا ہے کہ دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا رات کو لگائے۔ بدر ۱۹۰۷-۳-۷

روزہ نہ رکھنے والے جو بلا عذر یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت صلعم کا ارشاد:

مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ فَلَا يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَلَوْ صَامَ الدَّهْرَ۔ (مسند دارمی ترمذی)

جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا۔ اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکے گا۔

ماہ رمضان اور صدقات

بخاری کی حدیث ہے ترجمہ یوں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت اور بھی زیادہ ہوتی تھی۔ جب جبریل علیہ السلام آپؐ سے ملاقات کرتے تھے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ رسول کریم صلعم ان دنوں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کے ساتھ انسان کو چاہئے کہ وہ کثرت سے دعا بھی کرے اور غرباء کی حاجت مندوں کا بھی خاص خیال رکھے اور حسب توفیق صدقہ خیرات میں ضرور حصہ لے کیونکہ ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلعم عام حالات میں بھی تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اس سلسلے میں سخاوت کے واقعات پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ سے جب بھی کسی نے کچھ مانگا آپؐ نے اسے خالی نہیں لوٹایا بلکہ اسے ضرور کچھ عطا فرمایا۔ ایک دفعہ ایک شخص آیا تو آپ نے دو پہاڑیوں کے درمیان وادی میں بکریوں کا ریوڑ اس کے حوالے کر دیا وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور جا کر کہا اے میری قوم اسلام قبول کر و محمد صلعم اتنا دیتے ہیں کہ فقر و غربت کا ان کو خوف ہی نہیں۔ (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضور صلعم ایک نیا جبہ پہن کر ایک مجلس میں تشریف لائے۔ ایک صحابیؓ نے مانگ لیا آپؐ نے اسے دے دیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی حضور سے مانگا گیا یا کوئی سوال کیا گیا آپؐ نے کبھی جواب میں "لا" نہیں فرمایا۔ یعنی کبھی آپ کی زبان سے "نہ" نہیں نکلی۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور صلعم ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سوالی کو عطا فرماتے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا جائے۔ (ترمذی)

پس صدقہ و خیرات دراصل وہ سبق ہے جو روزہ ہمیں سکھلاتا ہے جب انسان خود بھوکا رہتا ہے تو اسے اپنے غریب بھائیوں کی خبرگیری کرنے کی تحریک ہوتی ہے۔ روزوں کے فدیہ کے طور پر جو مسکین کو کھلانا مقرر کیا گیا اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ بھوکوں اور مسکینوں کو کم از کم رمضان میں تو کھانا مل جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

حضور صلعم رمضان کے دنوں میں کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اس وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں۔۔۔۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ ہر ایک چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔

قطعہ

اک نوید جاں فزا آئی
اس کی رحمت کی پھر گھٹا آئی
برسے ہم پہ یہ سارے عالم میں
لب پہ میرے یہ دعا آئی

(خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(091) 01872-70105

Vol - 48 Thursday, 2ND DEC 1999 Issue No: 48

زکوٰۃ

☆۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔

☆۔ ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔

☆۔ زکوٰۃ مومنوں کے اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

☆۔ ادائیگی زکوٰۃ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

☆۔ یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کا علاج نہیں بلکہ ظاہری تکالیف اور مصائب و آلام سے بھی نجات پانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

☆۔ کوئی بھی دوسرا چندہ زکوٰۃ کے قائم مقام متصور نہیں ہو سکتا۔

☆۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رو سے "زکوٰۃ" کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

انعامی مقالہ نویسی

درسی سال ۲۰۰۰۔۱۹۹۹ء کیلئے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے انعامی مقالہ نویسی کیلئے "قرآن نے دنیا۔کے علوم کو کیا دیا" کے عنوان کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مقالہ نگاروں کو یہ گائیڈ لائن دی جاتی ہے کہ وہ مذکورہ عنوان کے تحت قرآن کریم میں مذکورہ علوم علم جغرافیہ، علم طبیعیات، علم کیمیا، علم نجوم اور علم طبابت۔ کے تعلق سے قرآنی آیات کے حوالہ سے اپنا مقالہ مرتب کریں۔

مقالہ میں اول۔ دوم۔ سوم آنے والوں کیلئے علی الترتیب ۱۵۰۰ روپے۔ ۱۰۰۰ روپے۔ اور ۵۰۰ روپے کا انعام مقرر کیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ حدیث نبوی اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ۔ ترجمہ۔ تم علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لیکر قبر تک۔ یعنی ہر مسلمان کو پیدائش سے لیکر قبر میں جانے تک علم کے حصول کیلئے جدوجہد کرنی چاہیئے۔ تحریری کام میں حصہ لینے سے انسان کے علم میں گراں قدر اضافہ ہوتا ہے۔ انگریزی کی ایک ضرب المثل میں یہ بات ٹھیک کہی گئی ہے۔

Reading makes an informed man' writting makes a perfect man"

افراد جماعت سے گذارش ہے کہ وہ خود بھی قرآن مجید میں ان علوم کے بارے بغور مطالعہ کریں، اپنے بچوں کو بھی اس تحقیقی مضمون پر مقالہ لکھنے کی تحریک کریں۔ خود بھی اس مقابلہ میں شامل ہوں۔

شرائط مقالہ

☆۔ مضمون کم از کم ۱۰۰۰۰ الفاظ پر مستند ہونا چاہئے۔ جو عربی اُردو ہندی یا انگریزی زبان میں لکھا جا سکتا ہے۔

☆۔ مضمون میں حوالہ جات مستند اور سن کے ساتھ ہونے چاہئیں۔

☆۔ مقالہ خوشخط، صفحہ کے ۲/۳ حصہ میں تحریر کیا جائے۔

☆۔ مقالہ نظارت تعلیم میں بھجوانے کے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ قابل قبول نہ ہوگا۔

☆۔ مقالہ کے جملہ حقوق نظارت کے حق میں محفوظ ہوں گے۔ کسی مقالہ نویس کو اس کی از خود اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆۔ مقالہ میں حصہ لینے کیلئے کسی عمر کی قید نہیں ہے۔

مورخہ ۲۸ر فروری ۲۰۰۰ تک مقالہ بذریعہ رجسٹری ڈاک بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کیا جائے۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

صدقۃ الفطر۔ اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا سا حکم ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں۔ حقیقت میں بہت اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ جن کی بجا آوری اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور عدم بجا آوری خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتی ہے۔ اسی قسم کے اسلامی احکام میں سے (جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں) ایک اہم حکم صدقۃ الفطر سے تعلق رکھتا ہے۔ جو تمام مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں پر (خواہ وہ کسی بھی حیثیت کے ہوں) فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو۔ اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کیلئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔ صدقۃ الفطر کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کیلئے ایک صاع عربی پیمانہ مقرر کی ہے جو قریباً اڑھائی کلو کے ہم وزن ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے چونکہ آج کل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں بھی ادا کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ قادیان اور اس کے گرد و نواح میں چونکہ ایک صاع غلہ کی اوسط قیمت -/14 روپے بنتی ہے اس لئے پنجاب کیلئے صدقۃ الفطر کی پوری شرح -/14 روپے مقرر کی گئی ہے۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید الفطر سے کم از کم پانچ روز پہلے ہو جانی چاہیئے تا کہ بیوگان۔ یتامیٰ اور نادار مستحقین کی اس رقم سے بروقت امداد کی جا سکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں وہ ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوائیں۔ یاد رہے کہ صدقۃ الفطر کی رقم دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔

عید فنڈ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے ہر کمانے والے فرد کیلئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اب جبکہ روپیہ کی قیمت کئی گنا گر چکی ہے احباب جماعت کو چاہئے کہ اپنے عید کے اخراجات میں کفایت کرتے ہوئے اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب کو اس ضروری فریضہ کی ادائیگی کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

برائے الیکٹریکلس / ڈش انٹینا / الیکٹرانکس ٹریننگ کلاسز

جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ الیکٹریکلس، ڈش انٹینا الیکٹرانکس Home Appliances اور ٹرانسفارمر کے بارہ میں ٹریننگ کلاس یکم جنوری 2000ء سے صرف دو ماہ کیلئے قادیان میں شروع ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

محترم جناب رشید خالد صاحب اور مکرم بشیر الشمس صاحب یہ کلاس لیں گے۔ آپ خواہشمند افراد جماعت جو اس لائن میں دلچسپی رکھتے ہوں اور طالب علم نہ ہوں بلکہ وہ نوجوان جو بے روزگار ہوں۔ اس کلاس میں شرکت کر سکتے ہیں اوّل اور دوم آنے والوں کو روزگار چلانے کیلئے Small Industries کا سامان بطور انعام دیا جائے گا۔ طلباء اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

اس سلسلہ میں قادیان آنے اور واپس جانے کے اخراجات سفر درخواست دہندگان کے اپنے ہی ہوں گے۔ البتہ قیام و طعام کا جماعتی طور پر انتظام ہوگا۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔ ایسے خواہشمند احمدی احباب داخلہ فارم کیلئے نظارت امور عامہ قادیان کو تحریر کریں۔ نیز یہ فارم مکمل کر کے محترم امیر صاحب / صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ دفتر نظارت امور عامہ کو آنے چاہئیں۔ نوٹ: تمام لیکچرز اُردو میں ہوں گے۔

(ناظر اُمور عامہ قادیان)

طالبانِ دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 بینگو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 243-0794, 27-0471

ارشاد نبویؐ

خَيرُ الزَّادِ التَّقوىٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)